

پاکستان کی جیت اور ریاست دشمن ہے اس پر جب یہ حقیقت
منکشف ہوئی کہ وہ اپنے دوست کے ذریعہ میں کو شٹر بنایا گیا تھا
حکومت کو اندازے نقصان پہنچانے میں ناکام ہوا تو اس نے اشتعال
انگیز تقریریں کر کے حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ ظاہر ہے
کہ میری حکومت کا اس کا تذکرہ کرنا تھا۔ عہدائے اور اس کے سٹی
بھر ساقی حراست میں لے گئے اس وقت عہدائے اپنے گورو جواہر
لال سے ملنے جانا تھا اس کی گرفتاری سے جواہر لال کی ذاتی رونت
کو بڑا دکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جواہر لال جیسا کہ اس کی فطرت ہے اس
معاذ میں تمام حدود سے بے گناہ رہا۔

عہدائے کی گرفتاری کے بعد ایک دو دن بے چینی رہی
اور اب حالات معمول پر آ گئے ہیں۔ فتح گڑھ اور نرنہ کول کے درمیان
ایک چھوٹے سے علاقے میں ایک مسجد کو سیاسی اٹھ بنایا گیا ہے۔ وہاں
دو تین سو افراد جن میں خواتین بھی ہوتی ہیں نماز پڑھنے کے بہانے
جمع ہوتے ہیں۔ محرمی مقصد اشتعال انگیز تقریریں اور قبائلی
محرمانہ فریادیں کرنے ہوتی ہیں۔ تحریک بلاشبہ بہت خطرناک
تھی محرم نے طوفان کا رخ روڑ دیا ہے اب ہمارا درخسہ صرف
جواہر لال ہمدرد کی ہوشیاری ہے۔ بنیاد دیکھتے ہیں۔ بہر حال ہم
اس کی تمام باتوں اور کارروائیوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں
ہو سکتے ہیں کہ بالآخر اس میں دانش مندی غالب آجائے اور وہ
بولتا بند کر دے۔ ہم نے اس ہنگامے کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے
کا تہیہ کر رکھا ہے۔

حالات قدرے معمول پر آ گئے ہیں۔ ہمارا بہرہ گیری سنگھ نے ۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء
کو گیارہ کے شاہی محل میں دربار عام منعقد کیا جس میں جاگیر دار اور سرکاری ملازمین
بجائے موجود تھے۔ جہاں انہوں نے ہمارا بہرہ گیری سنگھ کی بادشاہت کی تائید
میں تصدیق پڑھے اور بعد ازاں بڑی شہرت سے اس دربار کی کارروائی کو
پیشی دی گئی۔

اس موقع پر سردار پٹیل نے وزیراعظم رام چندر کاگ کو ایک مکتوب بھیجا
اور انہیں مطلع کیا کہ دہلی میں کانگریس ورکنگ کمیٹی نے تیسری صورت حال پر
غور کیا اور ایک قرارداد میں رائے ظاہر کی گئی کہ ہمارا جو صاحب اور آپ کو شیخ
محمد عہدائے کے ساتھ مصالحت کرنی چاہئے۔ کسی میں ریاست کا قیام ہے۔ مجھے
اور مولانا آزاد کو ورکنگ کمیٹی نے کشمیر کی فتنی سلجھانے کے لئے مقرر کیا ہے۔ غرض میں
سردار پٹیل کے گمان ظاہر کیا کہ آپ تک یہ خط پہنچتے پہنچتے شیخ محمد عہدائے کو
سزائے قید مل چکی ہوگی لیکن اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ تھوڑے کشمیر میں ابھی بھی
لوگوں کی بھاری تعداد یا تو زیر حراست ہے یا مقدمات میں ماخوذ ہیں۔

اس مکتوب کے جواب میں رام چندر کاگ نے سردار پٹیل کو لکھا کہ ہماری
پالیسی یہ ہے کہ لاقانونیت کو دیا جائے اور پہلے معاملات میں مداخلت نہ کی
جائے۔ ہماری ریاست میں کل ۹۲۴ اشخاص گرفتار کئے گئے اس وقت ۱۰۶
نظر بند ہیں۔ ۵۵ مختلف جرائم میں قید کی سزا کاٹے ہوئے ہیں۔ ۴ کے خلاف مقدمات
زیر سماعت ہیں باقی رہائے گئے تھے کشمیر کی پالیسی لاکھ کی آبادی کے پیش نظر ان
گرفتاریوں وغیرہ سے آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا شیخ محمد عہدائے کی تحریک
کو غوائی تحریک کہا جاسکتا ہے۔

رشی کدکوشل اس کی درکنگ ٹیش کے بیروں میں سر فہرست تھے۔ جنوری ۱۹۴۸ء میں ریاستی حکومت نے علاج دھوک کی تشویش تک فرقہ وارانہ سرگرمیوں کے پیش نظر اسے ریاست بدر کیا۔ اس کی جگہ سورج پرکاش اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کے فرائض عارضی طور پر دھوکوشل دونوں بعد سرانمرہ بیللہ لازمت دہل پلے گئے۔ ان کے فرائض عارضی طور پر دھوکوشل دھوکوشل کے فرائض ہوئے انہوں نے پارٹی کی خاطر لازمت سے استعفیٰ دیا۔

فروری ۱۹۴۸ء میں حکومت نے پرچار پریشد کے کئی سرکردہ لیڈروں جن میں سنگھ رام، دھیمان چند سرائتی، دھنیر سنگھ سائی، میر جیاسی، لال شریچیف، آرگنیزر آر۔ ایس۔ جی اینڈ کے سٹیٹ اور جیو رام، ڈوگرہ کو گرفتار کیا۔ انہیں چھ ماہ نظر بند رکھا گیا۔ اپریل ۱۹۴۹ء میں سنگھ سیخٹی ایکٹ کے تحت پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ جو راشٹریہ سیر پر سیک سنگھ کے رنگ چلے گئے اور ان کے کئی دوسرے ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔ ان سے پہلے دھوکوشل کو گرفتار کیا گیا تھا۔ سرائتی، آرگنیزر جنوں، آر۔ ایس۔ جی گرفتار کئے گئے تھے۔ مئی ۱۹۴۹ء میں جنوں شہر اور مغل پورہ میں پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ کی رہائی کے سلسلے میں ایچی ٹیش شروع کی گئی۔ جو چند دن تک جاری رہنے کے بعد مرکزی حکومت کی مداخلت پر سسوی کی گئی۔

لیکن جب دھوکوشل پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ رہا نہیں کئے گئے۔ جون ۱۹۴۹ء میں ایچی ٹیش پھر شروع کی گئی۔ جن میں بقول پرچار پریشد کے جنوں سے رمدار کھی گئی، انصافی کو بھی شامل کیا گیا اور دینی زبان میں یہ مطالبہ بھی ہونے لگا کہ ریاست جنوں کو کشمیر کا ہندوستان سے الحاق مکمل اور ناقابل تینج قرار دیا جائے۔ یہ ایچی ٹیش تقریباً آٹھ ماہ تک جاری رہی۔

واقعہ ہاشیہ ۲۳ سے ۲۴۔ ہوئے اور سر پنڈت سنگھ کے عہد سے ریٹائر ہوئے۔ لیڈری کی دکان چمکنے سے تھن ڈی۔ لے دی گئی میں بدخیر تھے۔

جس میں پانچ سو کے قریب ایچی ٹیش گرفتار ہوئے۔ لال دھوک چند شہ کے خلاف باغیہ مقدمہ چلایا گیا اور سزائے موت دی گئی۔ انہوں نے اس سے گھبرا کر سسٹی مانگی جس سے اسے تحریک کو کافی دھکا لگا اس تحریک کے دوران ہی رشی کدکوشل ایک گھبراہٹ بیانوں کی حیثیت میں آج آئے انہوں نے بی بی، اردو، چھوڑا، پونچھ، کشمورہ، اسری، نگر اور جنوں جیل میں آٹھ ماہ قید کرائی۔ ان کی رہائی جنوری ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔ لال دھوک چند کے بعد پنڈت دھوکوشل کے ساتھیوں کو مقام صدر مقرر ہوئے۔ ایچی ٹیش کے اختتام پر پرچار پریشد کے جنوں کو نئی جیل میں پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ صدر منتخب ہوئے جو اس وقت تک پرچار پریشد کے چلانے کے لیے بھی نہ تھے اور دھوکوشل کے لیے بھی تھے۔

۱۹۵۸ء میں سرانمرہ ڈکس نہایت وسعتی کو نئی کی آمد پر بے شمار کارکردگی چرچا تھا۔ پرچار پریشد نے مطالبہ کیا کہ اسے شادی نہ دی جاتی چاہیے۔ جنوں اور لال کا ہندوستان کے ساتھ مکمل الحاق تسلیم کیا جانا چاہیے۔ ۱۹۵۱ء کے انتخابات میں اس جماعت نے اعلیٰ انتخابات سے اس بنیاد پر بائیکاٹ کیا۔ کیونکہ اس کے مانور ۵۹ امیدواروں میں سے ۴۴ کے کاغذات نامزدگی رد کئے گئے۔ بعد کے انتخابات میں اس جماعت کی جیت پر پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ، رشی کدکوشل، شیخ عبدالرحمن، شیخ جرن گیت، اور رام ناتھ جگوترا جے کے اسمبلی میں آئے۔

۱۹۵۲ء میں جنوں پریس آف دیز کاٹی دھوکوشل گورنمنٹ کو ہمدردی کاغذ لکھا کہ سرانمرہ ڈکس نے اس کی کامیابی کے لیے پریس ڈکس شیشی ایسی ایسی جو اب کی انٹریا دیار کھی پریشد سے منسلک ہے کے بندہ نے اس کے خلاف اجتماع کیا جس کی رہنمائی دھوکوشل شرملا سائن سینئر گورنمنٹ پر میں سرگرمی کر رہے تھے۔ اس پر ایک فلم بنی کہ سرانمرہ ڈکس نے اس کی کامیابی کے لیے پریس ڈکس شیشی ایسی ایسی جو اب شروع کی جس سے ان کی مالت جگوترا گئی۔ پرچار پریشد نے ان کے حق میں مظاہرہ کیا۔ جنوں

جس کو حاصل کرنے کے لئے وہ اور اس کے ساتھی بے مثال قربانیاں دے چکے ہیں۔ کثیر میٹنگل کانفرنس کو وہی حیثیت حاصل ہے جو ہندوستان میں کانگریس کو اہلکاروں میں تسلیم کو حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میٹنگل کانفرنس کی حکومت ریاست میں پہلے ذمہ دار حکومت کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے ہمارا جسے اختیارات سنبھالے ہیں اور فی زمانہ لوگوں کو غیر فرقہ وارانہ مالا میں پڑنے میں مصروف رکھا ہے۔

اس طول گفت و شنید سے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ البتہ بات چیت کے اختتام پر لاڈ ماؤنٹ بیٹن نے تجویز رکھی اب جبکہ ہم باہمی طور پر کئی نتیجے پر نہیں پہنچے ہیں کیوں اقوام متحدہ کو مصالحت کنندہ کے طور پر تیسری پارٹی کی حیثیت میں بلایا جائے۔ تاکہ وہ کثیر کے معاملے میں ہند پاک کے درمیان مصالحت کر سکے اور یہ تجویز زیر غور رکھی گئی۔ اس واقعہ کو ایلین کپلی جانن نے "میشن وو ماؤنٹ بیٹن" (1955-1956) میں تفصیل سے لکھا ہے۔

(WITH MOUNT BETEN) صفحہ ۵۲-۵۱ مشہور ۱۹۴۷ء میں تفصیل سے لکھا ہے۔

"ماؤنٹ بیٹن کو اس بات کا یقین ہوا کہ سیاسی تعطل اس قدر شدید ہے کہ سخت بیرونی اور اندرونی سیاسی دباؤ کے پیش نظر اس کو ایک ایسی تیسری پارٹی کے بغیر جس کو دونوں تسلیم کرتے ہوں اور جس کا بین الاقوامی اثر براہ ختم نہیں کیا جاسکے اس سے پیشتر ماؤنٹ بیٹن نے ان کے اختلافات کو ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی تھی چنانچہ اس مرحلہ پر ماؤنٹ بیٹن نے یہ تجویز پیش کی کہ مجلس اقوام متحدہ کو تیسری پارٹی کا رول ادا کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔"

اس آخری مرحلے پر گورنر جنرل ہند نے برطانوی وزیر اعظم مسٹر اٹلی کو بذریعہ نار ہند آنے کی دعوت دی تاکہ وہ اس کشمکش ناک مسئلے پر ثالثی کے ذریعے انجام دے کر ایک تاریخی ساز و دل ادا کرے مگر مسٹر اٹلی نے اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے

مشورہ دیا کہ اقوام متحدہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کا صحیح اور مناسب مقام ہے۔

اقوام متحدہ میں جانے کی تیاریاں

اس طرح یہ مسئلہ سمجھنے کے بجائے الجھنائی گیا۔ آخر کار بات چیت میں اگر ٹھہری کہ اس نازک اور پیچیدہ مسئلے کو فوری طور پر اقوام متحدہ میں پیش کیا جائے چنانچہ اقوام متحدہ میں کوئی شکایت پیش کرنے سے قبل یہ لازمی ہے کہ متعلقہ پارٹیوں کے درمیان شکایات کا فیصل تبادلہ ہوا ہو اس رقم کو دیا کرنے کی غرض سے جب ۲۲ دسمبر کو ذمہ دار لیڈر مل خان جو اینٹ ڈیفنس کونسل کی میٹنگ میں شرکت کرنے کے لئے دوبارہ دہلی آئے، پندرست ہواہر ان نہرو نے ذاتی طور پر انہیں ایک خط دیا جس میں شکایت کی گئی کہ قبائلیوں کو پاکستان کی حکومت کو مل بارود اور پاکستان کی سرزمین سے گذرنے کی اجازت دے کر ریاست جموں و کشمیر پر جواب ہندوستان کا وعدہ چھوڑ دیا ہے۔ حکومت نے نہ صرف ترغیب دی بلکہ پاکستان ہی ان کو ریاست پر حملہ کرنے کے لئے اکٹرا رہے اور یہ پاکستان کو اپنی نگاہ بنا کر کشمیر پر یقین کر رہے ہیں۔

قبائلیوں کے پاس جو جدید ہتھیار لاڈلہ، آٹھری اور مارک دی مانیتھ ہیں۔ یہ انہیں پاکستان ہی سپلائی کر رہا ہے۔ یہ چیزیں قبائلیوں کے پاس نہیں ہو سکتی ہیں۔ مسٹر ٹرانسپورٹ، سٹور گارڈیاں، پٹرول اور کھانے پینے کی چیزیں بھی قبائلیوں کو پاکستان کی حکومت ہی دیا کرتی ہے۔ ہمارے پاس مصدقہ اطلاعات ہیں کہ قبائلیوں کی لاشیں پاکستان کے فوجی ڈپوؤں سے سپلائی ہوتا ہے اس کے علاوہ جاری اطلاعات یہ بھی ہیں کہ قبائلیوں کو بھاری تعداد میں پاکستانی فوجی آفیسر عسکری تربیت دے رہے ہیں۔ حکومت ہند نے وقتاً فوقتاً حکومت پاکستان سے مسئلہ عسکری کر وہ قبائلیوں کو سندھ و ذیل امداد ہم سنبھالنے سے پرہیز کرے۔

۱۔ لداخ کا پورا سرحدی علاقہ اس طرح ریاست میں آباد ہر دست کے ماننے والے تمام لوگ جن ماننے دہندگی سے محروم ہو گئے ہیں۔

۲۔ پوچھ احمد خانیسی باغیر کے تمام ہندو

۳۔ سری نگر شہر میں رہنے والے تمام ہندو ماسوائے کشمیری پنڈتوں کے۔

۴۔ وہ سب جو جوں، اور جہور، ریاسی، گملو، جنونی کشمیر سرحد پر تھے سنگم پورہ کی دھڑا توں میں رہتے ہیں (بحوالہ دفعہ ۱۲ جوں کشمیر ایکٹ ۱۹۳۹ء) مشیڈ ولڈ ۲ اور ۴

یادداشت میں نوٹس، فورج کے اخراجات، فوجی بھرتی اور ہمارا ہر کے ذاتی اخراجات کے بارے میں جو تفصیل دی گئی ہے وہ کچھ کم عبرتناک نہیں ہے۔ (لاحظہ فرمائیے۔)

۱۔ ایک جمہوری نظام کی کسوٹی یہ ہوتی ہے کہ اُسے قابضانہ کے اور کتنے اختیارات ہیں۔ ہماری ریاست میں اول تو کلی اخراجات میں سے ۳۹ فیصد انھیں میں فورج کے اخراجات اور خرچہ خاص کے اخراجات شامل ہیں (کالونی ٹیویشن ایکٹ دفعہ ۳ کی رومے اسبل کے حقوق رائے دہندگی سے مستثنیٰ کر دیئے گئے ہیں۔ تمام مدتوں کے اخراجات میں سے جنہیں اسبل نے رد کر دیا، دفعہ ۵ کی رو سے وزارت کوئل کو یہ اختیارات ہیں کہ وہ اسے پاس کریں اور وزیر کی کوئل اسبل کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتی۔

ہماری ریاست کی فورج کا سب سے ممتاز پہلو ریاست کی فوجیں بھرتی کرنے میں امتیازی سلوک روار کھنے سے ہے ریاست کی فوج میں سوائے ہندو کے چند فرقوں کے کسی بھی کشمیری کو چاہے وہ مسلمان ہو، سکھ ہو یا پنڈت ہو بھرتی ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ جنگ کے دوران کشمیر پر لے اپنی فوجی قابلیت

کے ہر صرف ہندوستانی فورج میں بھرتی ہو کر رکھائے ہیں۔ کشمیریوں کی یہ ذہانت تو یہ ہے کہ ایک طرف تو انہیں پوری نشوونما حاصل کی ہوئی ذات کا درجہ دیا جائے اور دوسری جانب ان سے یہ بھی کہا جائے کہ وہ ایک سیرونی فورج کے کلی اخراجات کا بوجھ اپنے کندھوں پر سنبھالیں۔

راجہ ساخون خاص ہماری ریاست کے اخراجات کا اہم جزو ہے۔ ہندو آریہ ریاست کی کل آمدنی کا محض ۵ فیصد ہے لیکن شاہی گودام، ٹکڑے، سومات، ہڑتیس، کاسرٹ، غارت، شکار گاہوں کے علاوہ کچھ اور خرچہ خاص اخراجات میں شامل نہیں۔ دراصل یہ سب اسی کا ایک حصہ ہے ان سب ٹکڑے، شاہی، عوامی خرچہ پارہ لاکھ صرف ہوتے ہیں۔ ایک اور اہم جزو جرنالی ٹیکس ٹیکس ہونے تو ان کی جاگیر اس لئے ریاست میں شامل کر دی گئی کہ وہ بیک وقت حکمران اور رعایا دونوں تہوں اس لئے اس جاگیر کا معاوضہ ساڑھے آٹھ لاکھ روپے سالانہ ہمارا چکر عظیمہ ملتے ہے۔ اس کے علاوہ انکم ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں سے مستثنیٰ ہیں۔

یادداشت میں کشمیر کی پس ماندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے جاگیر چنبی کے راجہ کی فرستیوں اور کارستانیوں کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے کہ

۱۔ پٹنل پانی رعایا کی جو بیٹیوں کو اغوا کرنے اور ان سے حرام کاری کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے جنہیں ہیکر کے کئی باشندوں نے جوں اور دوسرے علاقوں میں آکر اس کے خلاف پوریس تحال میں نوکری دی جو اس وقت تک کہ ۱۹۲۷ء کو ہمارا جہری سنگو نے انہیں بھارتی حکومتوں پر اس کے خلاف تحریک کر دی کہ ہادی کیا۔ ۵ اپریل ۱۹۲۸ء کو شیخ صاحب کی حکومت نے جاگیر چنبی کا ان کے لئے رکھ دیا اور اس خود ساختہ ریاست کو منسلک اور ہم پور میں مدغم کیا گیا۔

[illegible]

کتابخانه

پیشانی

موجودہ دور میں جو دنیا کا یہی کے خوب سے پہلے ملک میں (اشیاء پریم)
 ایک ایک طرح پر بند ہو چکا ہے اور اس کے کوئی قانون قرار نہیں کیا اس صورت کے چو
 کر کوئی اور دنیا کی حکومت کے خلاف کے یہ بات یہ کہنے کے ساتھ ہی ہے کہ یہ بات
 یہ (اشیاء پریم) سیک ۱۱۶ میں قائم کی گئی جو ابتدا میں شیٹی سرکل کے
 حدود میں تھی مگر بعد میں ۱۹۶۲ میں اس کے اسی سر کے لئے گولا کر تھی
 شہر کے کوئی اور طرح پر اس کے لئے نہیں آیا یہ اس کے لئے دیکھنے کے لئے
 ایک ہی طرح پر اس کے لئے اس صورت کے عقیدے کے لئے یہ اس میں اس کے لئے
 کوئی بچہ نہیں ہے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

[illegible]

۱۔ حکومت پاکستان حمای علیٰ پر قبائلیوں کو مجبور کریں کہ وہ کشمیر سے واپس
 چل جائیں۔

۲۔ حکومت ہند کشمیر سے اسی صورت میں اپنی افواج کو واپس بلانے کی جتنی
 واپس چلے جائیں گے اور حالات معمول پر آئیں گے۔

۳۔ حکومت ہند اور حکومت پاکستان مشترکہ طور پر اقامتہ سے اسٹیم کے
 کہ کشمیر میں فوجی طور مانے شہازی کا انہم کرے کیونکہ ہندوستان کی فابریش
 ہے کہ کشمیر کے گورنر سے اس مسئلے میں ملنے دریافت کی جائے۔

الفابی جنگ

پاکستان کی جانب سے ابھی ان تمام دیر کے بارے میں کوئی تدبیر نہیں ہو
 ۱۲۔ وزیر کو ریاست راجستھان میں ایک جگہ میں تقریر کرتے ہوئے
 ایک بار سے یہ پاکستان کے طرز میں ہر نوع کی خدمت کی۔

۱۳۔ وزیر کو لیاقت علی خان نے ایک بیان میں کشمیر پر ہندوستان کے بھروسہ مند
 ہندو کشمیر کے گورنر سے آئینی و اخلاقی، انصافی پر مبنی سیاسی نظریہ قیاد لیاقت علی
 خاں نے شیخ محمد قیاد پرنا مقول اور رنگ سے کرتے ہیں ہندوستان کا اکر کار اور
 ہندو خیر کے نام سے پکارتے ہیں جس نے اپنے بیان میں مزید کہا۔ اگر ہندوستان کی حک
 مبروں کی فوجی مدد سے ہندوستان کے تباہی کا ہدف اشتباہ ہو گیا ہے جس نے ہندوستان
 اندر رزگرتے۔ حکومت ہند پر دعوے کہ وہ وہاں جس صورت میں یہ ہندوستان ہے
 دنیا کے جس جگہ جنگ ہو رہی ہے اس کا دور دورہ شروع ہو رہا ہے۔ یہ ہندوستان
 ہندوستان کے ہندوستان سے رزگرتے کی جگہ پکارتے ہیں ہندوستان کے ہندوستان کے
 ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

دے سکیں۔ لیکن ہندو کشمیر کے ساتھ ہندو کشمیر کا بھی شامل کرنے کی انہوں نے تجویز دی۔

لیاقت علی خان کے بیان کا جواب دینا حکومت ہند پر نا لائق تھا۔ گلاب۔
 کے چھین سب سے ہندوستان میں آگئے انہوں نے حضرت علی میں تقریر کرتے ہوئے لیاقت
 علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
 کی جائزہ لیتے ہیں۔ ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
 باتیں۔ ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

حکومت ہند کا جواب

۱۴۔ وزیر کو لیاقت علی خان کی تقریر کا جواب دینا باقی تھا کہ اور وزیر کو لیاقت
 ۱۵۔ وزیر کو لیاقت علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

۱۶۔ وزیر کو لیاقت علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
 ۱۷۔ وزیر کو لیاقت علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
 ۱۸۔ وزیر کو لیاقت علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

۱۹۔ وزیر کو لیاقت علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
 ۲۰۔ وزیر کو لیاقت علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
 ۲۱۔ وزیر کو لیاقت علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
 ۲۲۔ وزیر کو لیاقت علی خان کو ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

پاکستان کا جواب الحواب

حکومت پاکستان نے وزیر کو ہندوستان کی برقی کے جواب میں یہی خود کہا تھا

وہ برصغیر کو بے حد استغلا کیا۔ انہیں یقین تھا کہ ہاگیر شاہی سے نجات
 حاصل کیلئے کیا جانتے ہیں اس سے اس طرح میں کثیری غلامین نے بھی
 جو یہ جتنہ ادا کیا وہ سب وہ سہی شکر کے معرکوں میں کثیری کئی ہندوں ہاگیر واما
 نظامی تھیں ان کا نشانہ بن کر کثیری میں تو دل بکرا سم آہنگ مفتی، ایک ایک
 جیڑی جس نے ایک تو تو پڑا تھا تو کہ ان کے لئے اس لئے اہل ملک سے مقابلہ
 کیا۔ یہاں خود تو یہ ہیں کہ کہیں کا ہف۔ جی۔ من کے لئے اس لئے، نینب، بیگم، بیگم
 سید محمد عبد اللہ، نذر گوہ، بیگم، جہاں علی احمد علی وہ سہی غلامین میں جہوں
 نے قریب تک معرکے سرانجام دیئے ہیں۔ چنانچہ حکومت کو اس غوی بلاو میں مانی
 جنگست مقصد نظر آنے لگی اس لئے ضرور کرنے کے واسطے ہاگیر شاہی نے لوح کو

نہ۔ اس حرکت کو اصل حرکت میں بدلنے کے لئے ہمیں غلام محمد اور غلام محمد صادق کے لاجرم کے
بڑا ہونے میں خفیہ طرح شوق و اشتیاق اور جو کچھ ہونے لگا تھا اس کی ملکیت میں شامل
تھے کثیرہ نے اور یہاں استعمال کرنے کا بندوبست کیا تھا۔ مگر یہ سیکرہ اور ثابت نہ ہوئی کہ
بیسے بدستی ہوئی کہ وہیں قسط مری مگر یہی اس کے جلسہ جنگ کے مشترک مزاج کو کھنکھ
نے والی چیز کے مختلف مقامات پر استعمال کیا۔ مگر ہر جگہ بے اثر ثابت ہوئے جس سے
نہ خفیہ اندک کیا کہ بدستی پر مزید اہمیت ہوئے ہیں یا ان کو استعمال میں لانے والے
فکر کن اس کو فنی جاننا کہی سے ناواقفیت کی بناء پر ان کا صحیح استعمال نہیں کر سکتے
ہیں۔ بدستی ہونے کی یہ سب کچھ تحریک کو جاری ہونے پر بعد میں اس میں جیکہ تحریک
شروع ہونے سے پہلے کہ حضرت بنی کے کسی پر دیکھنا اس کے بعد اس کے جو بھی ہوتے تھے
جب کسی نے کسی کو کھنکھنے سے متعلق ہو۔ وہ ہوتوں اور ایک برو کہ طریقہ اور اس کے بارے میں
سے یہ ہوتوں اور ہوتوں میں ہیں کہ وہ ہوتوں۔ یہ سب کے سب ہوتوں۔ یہ سب کے سب ہوتوں۔

فیلڈی ملک پر مل یہاں سے کہ کل اجالت ہی۔ اس اشہ کے کو پاتے کلاک
فولڈے تیر غصہ کا کہی عربانی نہ چھٹا انہوں نے باحت غیر میں عام گولڈ

البتہ یہ سب سے افسوس کیا۔ یہ جان لیا کہ اس وقت وہ ہمارے ہاتھ میں تھا۔ ہم نے اسے اپنے پاس لے لیا۔
 کی گرفتاری سے چند دن قبل ہی ہمیں یہ اطلاع مل گئی تھی کہ اس شخص صاحب کی گرفتاری کے
 بعد وہ اپنے ہمراہی جن کا ہم نے غلام محمد کے ساتھ ہی حکومت نے وارنٹ چھانی
 جاری کی تھی۔ وہ پوشی کی حالت میں لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر ہمیں ملے
 کو وہاں کے فرائض سید فخر احمد کے انعام دینے والے کے گھروں کے سرے سے شالہ ٹانگ چھوڑا۔
 جہاں میسرز سوہن لال سولگیس کا ڈرائیور غلام محمد نے اسے ڈال دیا۔ غلام
 محمد صاحب کے ہمراہ اس کا ریس ایک۔ ڈیوٹی رین کا روپ بھرے سا جوہی (سالنڈ فائر میگزین
 ایکویشن حکومت جوں کی توڑ) جواب سا جہد فخر احمد کھڑی ہیں) ساتھ بیٹھی تھیں صاحبہ۔
 جی ہاں کے ساتھ کو الہ پل تک گئی۔ یہ اس کے فرد کی بھی گیا۔ یہاں سے اسے پولیس کے پاس بھی
 نہیں دیکھ کر یہ سمجھیں کہ سیاحت کی غرض سے آیا تھا۔ یہ تو جوں جوں واپس جا رہا ہے۔ اس
 طرح کثیر کی خواتین نے اس حرکت کے میں اپنا شاندار رول ادا کیا۔ اگلے دن گیارہ بجے کے قریب
 صاحبہ جی موٹر کی ٹرک پہنچا کی طرح گھر پہنچ رہی تھیں۔

ماہور کے قیام کے دوران ہی ایک دن ریش لاہور مولانا حبیب الرحمن مدنی نے بخشی غلام محمد غلام محمد صدیقی، خود مختار محمد شیخ کو ایک ملاقات کے دوران ملنے دیے جسے کہا: آج جبکہ ہندوستان فقیر ہو رہا ہے: اور پاکستان عالم وجود میں نہ رہا ہے آپ کو کیا ایک بے مقصد تحریک کو چلا کر نہ صرف عام لوگوں کا زہن دھو کر لے لیں بلکہ خود کو جیلوں میں ڈال کر بدلتے ہوئے حالات سے بے نیاز ہونے ہیں۔

ایسی ہی یک فصل میں مولانا مظہر علی اظہر نے کشمیر کے قوم پرست زعمائوں کے اس سوال پر

ان کو مکمل اور مدہ نظام حکومت حاصل ہو۔ اسی خواہش کے تحت ہم نے جنوں و کشمیر
کاشمیر پریشد اور کٹ سرحد کا کے ذریعہ ریاست میں ایک ایسی حکومت قائم
کی ہے جو دنیا کی ایک کونسل ایک مجلس قانون ساز میں ملوث رہاں کی اکثریت
ہے اور ایک آزاد عدلیہ پیشکش ہے۔

آج تک جو ترقی ہوئی ہے اس پر ہمیں خوشی اور فخر ہے اور اس بات پر بھی کہ
ہماری رعایا کی یہ جائز خواہش ہے کہ کوئی طرح پر ریاست میں ایک مکمل جمہوری آئین
نافذ کیا جائے جس کے تحت ہر بالغ کو حق رائے و جنگ حاصل ہو۔ ریاستی اقتدار
مجلس قانون ساز کے دو برو ذمہ دار ہو اور جس کا آئین سربراہ ہلے شاہی خاندان کا
فرد ہو۔

جسے پہلے ہی اپنی رعایا کے برو و عزیز قاضی شیخ محمد عبداللہ کو ایمر جنسی ایڈمنسٹریٹر
کا سربراہ مقرر کیا ہے اب ہماری خواہش ہے کہ مکمل ذمہ دار آئین نافذ ہوئے تک
ایمر جنسی ایڈمنسٹریٹر کی جگہ ایک جمہوری حکومت قائم کی جائے اور اس کے اختیارات
فریض واضح کر دیئے جائیں۔ اس لئے ہم مندرجہ ذیل حکم صادر کرتے ہیں:-
۱۔ ہماری کونسل آف منسٹرز پلاننگ منسٹر اور دیگر ان وزراء پر مشتمل ہوگی جو وزیراعظم
کے مشورے سے تعینات کئے جائیں گے ایک شاہی اطلاع کے ذریعہ آج سے شیخ
محمد عبداللہ کو وزیراعظم مقرر کیا ہے۔

۲۔ وزیراعظم اور دیگر وزراء ایک کابینہ اور مشترکہ ذمہ داری کے اصول پر
کام کریں گے۔

۳۔ ہم اس سلسلہ پر پھر سے یقین دلاتے ہیں کہ ہماری رعایا کے تمام فرقوں کو بلا لحاظ
نژد و ملت سرکاری طاقت (پول و میٹری) میں صرف بلحاظ قابلیت برابر مواضع
حاصل ہوں گے۔

۴۔ دارالحکومت قائم ہونے کی وجہ سے وزراء کا بیت کی کونسل مشاہدہ قدم
اٹھائے گی تاکہ بالغ رائے و جنگ کے اصول کے مطابق کونسل آئین قائم ہو اس
اصول کو بھی مد نظر رکھا جائے کہ ہر علاقہ رائے و جنگ کو اس کی آبادی کے مطابق ہی
کابینہ حاصل ہو۔

۵۔ کوئی آئین ہر آئین مرتب کہے اس میں اقلیتوں کے حقوق کی پوری پابندی
کی جائے اور اس میں اس کے حالات و ملک ہائیں ہوں گے ذریعہ قریہ و تقریر اور انجمن
کے تمام کی مکمل آزادی کی ضمانت دی جائے۔

۶۔ کوئی آئین نیا آئین مرتب کرنے کے بعد اسے بساطت کونسل آف وزراء
کابینہ ملکی منظرہ کے لئے پیش کرے گی۔

۷۔ اخیر میں ہم اس امید کو دہراتے ہیں کہ ہماری حکومت کا قیام اور مستقبل
میں مکمل ذمہ دار آئین کا نافذ ہمارے رعایا کی جمہوریت خوشی اور ترقی و مالی ترقی کا
منار بنے گا۔

دستخط: ہری سنگھ مہاراج
جنوں۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۷ء

اعلان کاشان نزول

مہاراج ہری سنگھ کے مجوزہ اعلان کاشان نزول کب کہاں اور کس طرح
ہوا۔ اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوئی منتر لیس ملے کرنی پڑیں۔ اس سلسلے میں
ہر چند مہاراج اپنی تعریف و کنگ بیگ میں انکشاف کرتے ہیں رقمطراز ہیں:-

۱۔ غالباً فروری ۱۹۴۷ء کے آخری ہفتے میں مجھے دہلی سے وزیراعظم کے
بیکر ٹری کے ٹیلی فون پر دہلی آئے کہ میرے دہلی پہنچنے پر وزیراعظم

وزن میں مٹر ہاگس اور مٹر کی این کرل بھی سٹاپ تھے۔

اس دور میں بانی عرصہ کے لئے بخشی غلام محمد کو قائم مقام ناظم اعلیٰ کے اختیارات سونپ دیئے گئے۔ اس سے قبل نائب ناظم اعلیٰ اور صدر قریوں کے لئے ناظم اعلیٰ کے فریضہ انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے قریوں میں گڈوں میں جیش جانی نامہ مذہب کے سلسلے اپنے نے خدمت کا سلف اٹھایا۔ اس تقریب میں ہر چند مہاجرین، کرل، بلدیہ سنگھ پٹنا، چیف ایمر جی، آفیسر قریوں اور شیشل کا نفرنس کے جدید کارکن موجود تھے۔ بخشی غلام محمد نے اپنے مختصر عرصہ قائم مقام ناظم اعلیٰ کے دوران میں بخشی آردی نیس نافذ کیا جو اس طرح ہے۔

(الف) ریاست قریوں دشمن کے تمام باشندے اور سرکاری ملازم جیسا کہ ہیں بھی ہوں اور دین، ریاستی باشندے جو ہندوستان، پاکستان کے کسی حصے میں منتقل ہوئے ہوں اس آردی نیس کی زد سے دشمن کے ہاں سوسوں دھیرو متعلقہ کو سزائے موت دی جا سکتی ہے جنہوں نے حمایت یا قصد دشمن کی امداد و اعانت کرنے کے لئے یا کسی دوسرے قسم کے ساتھ اس غرض کے لئے سادات کی ہوک و دشمن کو فوجی یا مالی بھوں میں مدد مل سکتی ہو یا مل جائے کا اندیشہ ہو۔ ہندوستانی فوجوں، ریاستی فوجوں اور کسی ہندوستان کی فوجوں کی فوجی کاموں میں فعل اندازی کا باعث بن ہونا جو کسی کے لئے یا بحث خواہ ہو یا غرض آردی کا مجرم ہو۔ اس قسم کے جرم پر جرم پور اکتوبر ۱۹۵۲ء کے

لئے یہ اس آردی نیس کے آرٹیکل صاحب کے دور حکومت میں اتحادی لوگوں کو روکنا تھا۔ ان سے نظریاتی اختلافات کے غم مٹاتے گئے۔ اداالت ۱۹۵۳ء کے بعد بخشی غلام محمد کی حکومت نے اس آردی نیس کا جس قدر خطہ اور نیوں ڈھنگ سے استعمال کیا اس کی مثال انتہا دنیا میں ملتا تھا۔ یہ شیخ محمد عبداللہ کے مابین کے معاہدہ اس آردی نیس کے ذریعہ ایسے بے وسیلہ لوگوں کا بھی قانیہ تلف کیا گیا جس کی بنا پر انہیں، پیش یا ہر قبیل صورت تھی۔ معاہدہ صاحب کے دور حکومت میں اس آردی نیس کے کثیری مسلمان طالب علموں کی زندگی بچاؤ تھا۔

بعد سرزد ہوتے ہوئے اس آردی نیس کے تحت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ سزائے موت والے آردی نیس کا مزہ سننے کے بعد بخشی غلام محمد سرنگ آئے لیکن ان کے یہاں آنے کے ٹھوڑے ہی دنوں بعد قریوں میں دوبارہ فرقہ وارانہ فسادات اور گزشتہ شروع ہوئی جس کو فرد کو نہ کے لئے ان کا قریوں میں مستقل قیام لازمی ٹھہرا۔ اس طرح اس دور میں عرصہ کے لئے خواجہ غلام محمد صدیقی صوبہ کشمیر کے لئے قائم مقام ناظم اعلیٰ قریوں کے لئے

نئی وزارت

فروری ۱۹۵۸ء کے آخری ہفتے میں شیخ محمد عبداللہ نیویارک سے واپس آئے۔ انہوں نے نئی دہلی میں اخباری نمائندوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ آئندہ نیویارک جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔ میں کافی دیر تک ریاست سے باہر رہا۔ اب میں کشمیر جاؤں گا اور جو فوجیں وہاں ملک کے بچاؤ پر مامور ہیں انہیں ہدایات دیتا رہوں گا۔

اقوام متحدہ میں پاکستانی نمائندے کے اعتراضات اور مسخرانگیز فقروں نے جن میں شیخ محمد عبداللہ کی حیثیت اور نمائندگی کو یار یا واسطہ یا بلا واسطہ چیلنج کیا جاتا رہا اس کے پیش نظر حکومت ہند کے مشورے پر ریاستی وزراء کا بیڑہ ہندو کو اپنے استغنیہ پیش کئے۔ ۵ مارچ ۱۹۵۸ء کو مہاراجہ نے ایک فرمان کے تحت شیخ محمد عبداللہ کو ریاست کے وزیراعظم کے عہدے کا حلف لینے کا حکم جاری کیا۔ جو سندرجہ ذیل ہے۔

آج ۵ مارچ ۱۹۵۸ء کے پانچویں دن اور جاری حکومت کے تیسویں (۳۱) سال میں ہم نے خاندانی روایات کے مطابق وقت فوقتاً اپنی رعایا کو نظام حکومت میں زیادہ سے زیادہ شرکت کا موقع پیش کیا جس کی غرض و غایت یہ تھی کہ جلد از جلد

سٹیج کے مابین علاقہ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا جائے اور ۔۔۔ ہاؤسز اور
تاوان جنگ لاکھ جائیں۔ چنانچہ ۹ مارچ ۱۸۵۶ء کو عہد نامہ لاہور کے ایک ہفتہ
بعد بعد نامہ لاہور پر دستخط ہوئے جس کی رو سے گلاب سنگھ کو ۵۰ لاکھ ٹاکنگ اسٹیج
زمینوں کے عوض کثیر پر عہدہ دیا جائیگا۔ ان دنوں کشمیر میں سکھوں کا گورنر شیخ
ام الدین تھا۔ جو جس سے اس فرید و فروخت کا علم ہوا اس نے کشمیر کے تمام چھوٹے
بڑے راجوں اور سلطانوں کو بلاوات سرائیا۔ انگریزوں نے شیخ ام الدین کو ہمالی
سے جھانکے کر پانچ ہجرتیں یا لہور کا قیام کر کے لاہور میں قید کیا۔

اس فرید و فروخت میں کشمیر کے باشندوں کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ بلکہ یہاں
گلاب سنگھ کو کشمیر پر قبضہ کرنے میں زبردست حمایتی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور
اس سرکوش کشمیری حریت پرستوں کو ۲۴ نومبر ۱۸۵۶ء کے دن اس وقت اپنی شکست
تسلیم کرنا پڑی۔ جب راجہ گلاب سنگھ شویاں کے ملک کول کی قوم فروشی اور ہندوؤں
کی چند پر کشمیریوں کی لاشوں کو بوندھا ہوا قاتل دشان سے سرنگوں داخل ہوا اس
طرح سے بعد نامہ لاہور پر انگریزوں اور راجہ گلاب سنگھ کے مابین طے ہوا کی نو
کے سنگھ کے سرور میں ہندو ملک کا سامان علاقہ بعد سرور ملک پہاڑ پر
بہت جنگلات۔ ہندو عیسائیوں کے لئے غمناک دیا۔ اہل کھاتی ہوئی تو فریادیں
سامان شفاف چکیں عجیبیں، خوش ذالقا و حیات آفرین تھے، لہذا ہاتھ لگے
نہ پر کشمیر۔ لائنی میونسپل سے لے کر ہوتے باشند، زیرک، ذہین، جفاکش
خوب و سالن مال مویش، گھریلو عزت و آبرو، ننگے ناموں سمیت یورپ
کے پھر ہونے نیوانی کامل سمجھ کر غافلہ ہندو کے ملک غلامیوں گلاب سنگھ کو
نہ ہندو ہندوؤں کے عوض فروخت کر کے اپنے بیٹاپن کی تعمیر کیا۔
تو اسے دھمکے کر کے کشمیر سے اس وقت بھی جب ان سے پوچھے تو انہیں

نیوانی کا اہل غنیمت ہو کر امرتسر کی منڈی میں نو سو بائوں نے خرید و فروخت
کی تلواریں غلامی کی زنجیروں میں جکڑ ڈالا۔ شیرازہ احماد منتشر ہونے کے بعد
امکان بھر بنامت کی اور اپنی بساط بھر منت و استقلال کا بھر پور مظاہرہ کیا۔
آج جبکہ پورے اڑھائی سو سال پہلے قبضہ کے بعد عہد چھائی کے یہ
بچے ادھن گیتی ہندو سے اپنا جرموں تہہ کر کے جا رہے ہیں انہوں نے اپنے کشمیل
مکتف تک غلامیوں اور لڑکوں کو یہ یاد کرانے کی سعی ناکام کی کرتا ہوں بھائی
سے ان کے ہمارے سے گئے ہوتے معاہدوں عہد ناموں اور دستاویزوں کی نقلیں
کو برقرار رکھا جائے گا۔ ہندوستان میں ان کی قائم کی ہوئی ۵۱۲ ویسی ریاستوں
کے عوام نے عموماً اور ریاست جوں و کشمیر کے خیر باشندوں نے خصوصاً اس
انداز بیان کو ایک جلیق تصور کیا جس نے آئے جس کو کشمیر تحریک کی شکل اختیار
کی۔ یہ حقیقت اتنی جگہ ملتا ہے کہ دنیا میں کوئی تحریک اس وقت تک دیر
اثر انداز اور اثر اور نہیں ہو سکتی جب تک کہ عام لوگ اس کے لئے تیار نہ ہوں۔ یہاں
جوں و کشمیر جو رقبہ کے لحاظ سے ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست ہے محدود و اقوامی
ذوالیغ، شند مزاج، کینہ خصلت اور نیک حکمرانوں کی وجہ سے انتہائی پس ماندہ ریاست
رہی ہے۔ ۱۹۳۱ء میں جب پہلی مرتبہ سیال کے لوگوں میں سیاسی تبدیلی کی لہر
موجزن ہوئی اور انسانی حقوق کی جدوجہد کے نام پر اہل ریاست اٹھ کھڑے ہوئے
جسٹس سر شہ سیالان نے کشمیری نسل سے تھے بعد نامہ لاہور کے خلاف آواز بلند کی
اور ضروری مواد جمع کیا۔ تاکہ پریول کونسل میں استقرار حق کا دعویٰ کر کے اس موہ
کی تیس کا مطالبہ کرے۔ مگر ان کی عمر نے وفات کی۔ یہ دور کشمیر میں سیاسی بالیدگی
کا آغاز تھا۔ جس کی وجہ سے اس نسل پر مزید کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ اور قدرت
نے اسے ۱۹۳۶ء کے کشمیر ریل کے لئے التوا میں رکھا۔ یہی وہ دور ہے جب تحریک

نے شرکت کی، کانفرنس کے عرض و قیامت بیان کرتے ہوئے پندت جلے کہا۔
 "برصغیر میں ہندو کی آزادی میں لازماً ہندوستانی رہائشیوں کی آزاد
 شامل ہونی چاہئے ورنہ ہندوستان میں قیام اسی ناممکن ہے۔"
 اس کانفرنس میں شیخ صاحب نے بہانہ خصوصی کی حیثیت میں شرکت کی۔ انہوں نے
 اپنے سیاسی عقیدے اور خطرات کا اظہار کرتے ہوئے مختلف موضوعات پر نامہ لکھا
 کے سوالات کا جواب دیا اس کا خلاصہ یوں ہے۔

ہندوستانی صوبہات کی پسندیدہ تبدیلی اور نفسیاتی بنیادوں اور دیگر
 ان تمام مشترک خصوصیات کو ملحوظ رکھ کر نئی حد بندی کی جلتے جو ایک قومیت کے لئے
 ضروری جزا ہو سکتے ہیں۔ یہ تمام کام مکمل کرنے کے لئے اب بعد ہر ایسی وحدت کو ایک خود
 مختار وحدت تسلیم کی جلتے اور کسی پابندی کے بغیر خود ارادیت کا حق تسلیم کیا جلتے۔
 ہر ایک وحدت کو یہ حق ہونا چاہئے کہ مجوزہ فیڈریشن کے ساتھ الحاق کرے یا نہ کرے اور
 اگر کسی وقت وہ حق کو استعمال کرے تو اس کے ساتھ ہی یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ جب
 یہ مناسب سمجھے تو اس فیڈریشن سے علیحدگی اختیار کرے اس لئے ہم مکمل حق
 خود رویت کے حامی ہیں اور جو کچھ میں نے کہا اس تمام پس منظر کو مد نظر رکھ کر ساری
 رتبے کے افراد خود ارادیت کو صرف مذہبی بنیادوں پر عمل میں لایا گیا۔ تو ایسی
 صورت سامنے نہیں ہو سکتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ صورت خطرناک اور
 رجعت پسندانہ ہوگی۔ میں بے شک متحدہ ہندوستان کا خواہاں ہوں گا جس میں ہر ایک
 قسمت کی نگرانی اور رہبری موثر طریقے سے ہو سکے لیکن وہ یکساں جیتی جاہلانہ لوایت
 کی نہیں بلکہ رضا مندانہ ہونی چاہئے۔

یاستوں کے باشندے بعد پہلے سے زیادہ بیدار ہو چکے ہیں اور ان میں
 ایک وسیع سیاسی بیداری پیدا ہو چکی ہے کوئی ایسی بات جس میں ان کو نظر انداز کیا

جائے گا۔ خود کشی کے مترادف ہوگی ہم کو اس سے بچنا چاہئے۔ ہمارے مطالبات
 کی کثرت پر ایک منظم اور متحدہ قومی طاقت ہوتی ہے۔ ہندوستان کی آئین سازی
 کا وقت آئے گا۔ تو ریاستی ہندوستان کے واسطے اس امر کا ادھی کرے کہ وہ اپنی
 قسمت کا فیصلہ خود کریں گے اور وہ تاثر دین کی حیثیت میں غامض نہیں بنیں گے۔
 اس سلسلہ میں ایک امر کی نشاندہی نے طبع صاحب کے دریافت کیا کہ نیشنل کانفرنس
 ریاست میں کتنے لوگوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ اس مرحلے پر بحث ہمارے خیال نہیں ہے
 جماعت کی اور کہا۔ یہ عجیب سوال ہے نیشنل کانفرنس کی طاقت جلتے کے لئے
 آپ ایک بار کثیر الشریف نے جاتیں تو خود ہی اعلان ہو گا کہ نیشنل کانفرنس کی طاقت
 کی مالک ہے۔

قدم قدم پر نئے ہنگامے

دہلی سے واپس پر شیخ محمد عبد اللہ کو بیست میں جس غیر متوقع صورت
 حال کا سامنا کرنا پڑا وہ تھا جو ان شہر میں عید میلاد النبی اور عظیم اسلامی کے موقع
 پر ہندو مسلم اور مسلمانوں میں تقریباً پچاس زخمی اور پانچ افراد کی موت واقع ہوئی تھی۔
 اس اندویشناک حادثے نے دہلی میں بھی حالات کشیدہ بنائے تھے۔ اس واقعے نے نیشنل
 کانفرنس کے بعض سرکردہ اشخاص اس قدر متاثر ہونے لگے کہ انہوں نے بڑی سرعت سے
 اپنے قوم پرستانہ نظریے پر دوبارہ غور کرنا شروع کیا تھا اور ان حلقوں میں یہ آواز بھارت
 کشائی دینے لگی کہ ریاست میں نیشنل ازم کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے اس لحاظ سے مسلم
 کانفرنس کو اپنا جلتے چنانچہ نیشنل کانفرنس کے قائم مقام سیکرٹری خدام علی دین
 قزوکی نے خط لکھا کہ کانفرنس کی درکنگ کشی کے تمام سرکردہ مسلم بیروں کو ایک سرگرم
 خط اس نظر کی حمایت میں اور ان کی دل سے جاننے کے لئے بھیجا گیا۔ اس خیال کی مخالف

پل کر محلہ الہی کی توہین کی گئی۔

اس وقت تک حکومت ہند کا واضح نظریہ یہ تھا کہ ریاست سے قبائلیوں کے قبیلے کے ذریعہ رفرماندار طور پر ادارہ اقامت حقہ کی زیر نگرانی راتے شادی کرائی جائے گی چاہے اس کے نتائج کچھ بھی ہوں حکومت ہند اس میں تسلیم کر لیا کہ پابند ہوگا

دستان گوئی

شیخ محمد عبداللہ نے ڈوڈا کٹر رام سنگھ کو ہندوستان کے بیابان کی تائید کی اور نہ تو وہ الہیہ کے بیابان اور تقاریر میں جو بدلت اور بیابان بکھر آیا اس سے یہ مترشح ہوا کہ شیخ محمد عبداللہ پاکستان میں ہندوستان کو ترجیح دے رہے ہیں۔ عام دگر کہ وہ ہندوستان میں پاکستان کے خلاف جذبات غریب پیدا کرنے کے لئے یہ اور ان کے دست راست ساتھیوں نے پتے، جھوٹے لاکھوں افغانی اور حکایتیں، پبلک جلسوں اور نجی مجلسوں میں تراشے شروع کئے۔ اس قصہ گوئی کی ابتداء ۱۳ نومبر ۱۹۴۷ء کو شیخ محمد عبداللہ نے کشمیر میر آف کمرس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنی تقریر میں اور ڈی کے جی بی نام گوجر سے منسوب کہانی کو ڈرامائی انداز میں دہرائے گئے اور کہا:

”آئی دفعہ قبائلی ڈاکوؤں نے علاقہ بھر کی جویر بکریاں، بھینس، بیل اور مرغیاں لوٹ لیں اور انہیں ذبح کر کے چٹ کر گئے۔ اس گوجر کے پاس صرف ایک بھینس رہی، اس کا درود وہ ان قبائلیوں کو پلانا رہا۔ جاتی دفعہ قبائلیوں نے اس سے سونے کاری پر کہا مگر اس کے پاس تھا کہیں جو وہ انہیں پیش کرتا۔ انہوں نے غصے میں آکر اسی بھینس کو جاک کر ڈالا اور اس کی آخری پونجی سے بھی اسے محروم کیا۔“

یہ حقیقت شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ قبائلیوں نے ریاست دہلی

میں کرتے ہی قتل و غارتگری اور لوٹ مار کا بانڈا گرم رکھا۔ مگر عوامی حکومت کے خفقان فقیران قبائلیوں سے کچھ کم نہ تھے جنہوں نے اس وقانون کے نام پر علم ان میں کامیاب کر دیا جس سے وادی میں دہشت گردی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اس ملک کی انتشار سے لوگوں کی قوم ہٹانے کے لئے ”قوی رہنماؤں نے قبائلیوں کے لوٹ مار کے انفرادی کوہ آئیز ماسٹیوں کے ساتھ مناسبت شروع کیا۔“

قطع نظر دوسرے قائدین کی گورنمنٹ کے یہاں ملنے والے ان افراد سے مولانا مسعود کی ایک تقریر کے اقتباس پر قیامت کی جالی ہے۔

اپریل ۱۹۴۸ء میں مولانا مسعودی لوح اور شہری آبادی کے درمیان کمیٹی لیز آفیسر کے کہنے، ہندوؤں کے علاقے میں خدشات انجام دے کر ہے تھے۔ ان دنوں دلہ پورہ (ہندوؤں کے قریب آگے گاؤں) میں قبائلیوں اور ہندوؤں کے درمیان گھمبیر کارکن جاری تھا۔ مولانا، بریگیڈ پر ہر بخش سنگھ کی صحبت میں اسی علاقہ کے دوے پر گئے تھے۔ مولانا کے کہنے پر گویا، بریگیڈ پر ہر بخش سنگھ نے انہیں اتہانی پاکدستی سے اپنے کمرے پر اٹھایا اور فوری طور پر امداد سپہم پہنچائی، مولانا کوئی مبینہ تکمیل

تہ خفقان نظروں کے علاوہ، علی سرکاری عہدیداروں نے بھی سرکاری اسٹاک کو لوٹ مارا کہ مقتدی رشید الدین نے کلرک میں حکمہ تواضع کے تابعین اور دوسرا سامان لوٹ کر گھر کو بھجوا دیا۔ بعد ازاں ملاشی کے دور میں برآمد کیا گیا۔

۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء، یوم شہدائے مولیٰ پر شیخ صاحب نے نزار شہدا پر تقریر کرتے کہا: قبائلیوں کے لوٹ مار اور قتل و غارت کے جتنے ہی واقعات ہم بائبل کہتے رہے ان کی تحقیقات کرنے پر مستعد ہو کر وہ غیر مصدقہ اور سب لہ آئیز تھے۔

جاء الحق و ذوق الباطل انا الباطل کل ذوقا

غلام عباس خان اور جنرل سیکرٹری آفا شونگت علی ہجیرہ اور کاشمیری نے اپنے پہلے ملاقاتی فرما میں اعلان کیا۔

مطالعہ فروری ۱۹۴۷ء کے حالات کے ساتھ ساتھ کثیر لکھنے والے محکمات میں بہت سی تبدیلیاں
حقائق سے محروم ہو گیا ہے جن کا اس کو معاہدہ ہرنس کے مطابق دشمنی
تھا۔ اس معاہدہ کے مطابق کشمیر کو انگریزوں نے دارا کے بیٹے کے حکمرانی
کے بعد بہار، راج گلاب سنگھ کے نام پر بیس لاکھ کی حقیر رقم کے عوض
منتقل کیا تھا۔ اب ریاست کے لوگوں نے ایک عارضی ری پبلک حکومت
تایم کی ہے جس کا صدر مقام مظفر آباد میں ہے اگر ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی
رات کے ایک بجے کے بعد یہی سنگھ (بیٹے کے حکمران) یا اس کے احکام
کے ہدایات کے تحت کوئی اور شخص اس ریاست پر حکمرانی کا دعویٰ کرے
گاہ تو اس کو عارضی حکومت کے قوانین کے مطابق سزا دی جائے گی اب
سے تمام قوانین احکام اور ہدایات جو عارضی حکومت کی طرف سے صادر
ہوں پر عمل کیا جائے گا اور لوگوں کو ان کی متابعت کرنا ہوگی۔

[illegible]

تخلص کرتے ہیں لیکن وہ غلام بنی گھکار کے نام سے ہی جانے جاتے تھے اسی غیر معروف
تخلص کو صمد کے نام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ سینک کے اختتام پر پیرس ہوٹل
سے نکلنے ہی انہوں نے وہاں باہر ہری سنگھ کے نام ایک برقیہ میں آنر کاغذی کی طرف سے
غیر ہری آنر حکومت کے قیام اور ہری سنگھ کی معزولی کا پیغام بھیجی تھیں اب کچھ لوگ
غلام بنی گھلا کے مرزائی عقیدے کی وجہ سے یہی اُن کا پہلا اور غیر ہری صمد
ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور برٹوڈ کے اپنی کتاب نویشنز اینڈ کشیر میں بھی غلام
بنی گھکار کے صمد ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ بعض لوگ غلام بنی گھکار کے مذہبی عقیدے
کی بنیاد میں نور شیدائند کو آنر کا غیر ہری ہونے سے حالانکہ وہ ریاستی باشندہ تھا اور
مسلم کاغذی کا غیر ہری غرض میں تقریباً ایک برس تک جیل میں رہنے کے بعد غلام بنی
گھکار کو بریگیڈیر گھٹارا سنگھ اور نرگھت کے تبادلہ میں پاکستان بھیجا گیا جہاں
آپہد جولائی ۱۹۷۳ء کی سیم کو مارواچہ میں انقلز لڑ گئے۔ ان کی کابینہ میں ڈاکٹر
غلام الاسلام، شیخ افتخار اور کچھ دوسرے اصحاب شامل تھے۔

میں نے یہ سارا شہنشاہی اور شاہی کی طرف سے کیا گیا ہے۔ حکومت پاکستان کے ساتھ ہندو
کئی دفعہ تک تیرا قدم لگا کر اب کہیں کہہ دیتا یا جاتے۔ پاکستانی حکومت کا یہ
قرارداد تھا کہ اگر انگریزوں کے صدر کے پاس ریاست خیر آباد کوئی اور بھی معروف
یا مستند جو چاہے ہندو نے اس شخص میں تین نام منتخب کیے ہیں وہ ہیں: ۱۔ ۲۔ ۳۔
جو دہریہ تھے۔ اس میں کٹر کو قبول کرنے سے اس وجہ سے عزت کی جو کڑی کے
کھینے کا تڑا دہریہ تھے۔ اس میں اس سے نہیں معذرت میں ہوتا ہوتا ہے۔
مذہب سے بلا کر تو وہاں سر دار محمد ایام خان پر پڑا۔ اور کثیر ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء
کو یہ پاکستان نے مات کے خبروں کے پیش میں تھے۔ مگر ان کے غیر مندرجہ
تعداد میں کہ یہ کسی کو یہ سر دار محمد ایام خان کی قیمت میں ایک لاکھ

پول کر محکمہ الحاق کی توثیق کر دی گئی۔

اس وقت تک حکومت ہند کا واضح نظریہ یہ تھا کہ ریاست سے قبائلیوں کے تعلق کے قریب و طریقیہ یا بنیاد پر مدارہ اقامہ متحدہ کی زیر نگرانی رائے شاہی کلائی جملے کی چاہے اس کے نتائج کو کچھ بھی ہوں حکومت ہند انہیں تسلیم کر نیک پابند ہوگا۔

دستان گولی

شیخ محمد عبداللہ نے دو ٹوٹا کٹر رام سنگھ لوجیا کے بیان کی تائید اور عقیدہ ابنتہ ان کے بیانات اور تقاریر میں جو جقت اور نیان بکھر آیا اُس سے یہ ترشح ہوا لگا کہ شیخ محمد عبداللہ پاکستان پر ہندوستان کو ترجیح دے رہے ہیں۔ عام لوگوں کے ذہنوں میں پاکستان کے خلاف ہندو نفرت پیدا کرنے کے لئے یہ اور ان کے دست راست ساتھیوں نے سچے، جھوٹے لائحوں افسانے اور حکایتیں پبلک جلسوں اور نجی مجلسوں میں تراشے شروع کئے۔ اس قصہ گوئی کی ابتداء ۲۳ نومبر ۱۹۴۷ء کو شیخ محمد عبداللہ نے کشمیر جیمز آف کامرس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنی تقریر میں اور ان کے کئی بے نام گوجر سے منسوب کہانی کو ڈھالی انداز میں دہرائے ہوئے یہ کہ:

”آئی دفعہ قبائلی ڈاکوؤں نے علاقہ بھر کی بھیر بکریاں، بکریاں، بیل اور مرغیاں لوٹ لیں اور انہیں ذبح کر کے پٹھ کوٹے۔ اس گوجر کے پاس صرف ایک سسلی تھی۔ اس کا دودھ وہ ان قبائلیوں کو پلاتا رہا۔ جاتی دفعہ قبائلیوں نے اس سے سُرخے کاٹ لیا۔ مگر اُس کے پاس تھا کہیں جو وہ انہیں پیش کرتا۔ انہوں نے فطعتیں اگواہی پیش کر کے کہ کر ڈالا اور اُس کی آخری پونجی سے بھی اسے محروم کیا۔“

یہ حقیقت شک و شبہ سے بلا ترمیم کہ قبائلیوں نے ریاست کی سرحدیں

بھڑکھڑاتے ہی قتل و غارتگری اور لوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ مگر عوامی حکومت کے خفقان و غم، ان قبائلیوں سے کچھ کم نہ تھے جنہوں نے اس دوران کے نام پر عام ان میں کا جیتا دھبہ کیا جس سے عادی میں دہشت گردی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اس لاشیہ کی انتشار سے لوگوں کی فوج ہٹانے کے لئے ”فوجی رجسٹروں“ نے قبائلیوں کے لٹ لٹ کے لاشوں کو، اللہ آمیز ماشیوں کے ساتھ نشانا شروع کیا۔

قطع نظر دوسرے قادیان کی گورنمنٹ کے یہاں ہٹے ہوئے الزاماتے مولانا مسعود کی ایک تقریر کے اقتباس پر قناعت کی جاتی ہے۔

اپریل ۱۹۴۸ء میں مولانا مسعودی نواح اور شہری آبادی کے درمیان بحیثیت ایجنٹ آفیسر کے کنہ، ہندوؤں کے علاقے میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ ان دنوں ولہ پورہ (ہندوؤں کے قریب آگے) گاؤں میں قبائلیوں اور ہندوؤں کے درمیان محمدان کلاں جاننا تھا۔ مولانا، بریگیڈیئر برنٹس سنگھ کی معیت میں اسی علاقہ کے دورے پر گئے تھے جہاں مولانا کے کندھے پر گولی لگی۔ بریگیڈیئر برنٹس سنگھ نے انہیں آتھانی پالکائی سے اپنے کندھے پر اٹھایا اور دوزخ طلی امداد بہیم پنچائی، مولانا کو ہسپتال تک پہنچا دیا۔

لشکر خفصہ قبیلوں کے علاوہ ملی سوار علی عبداللہ اور ان کے بھائی سوار علی ایک کوٹہ مالک کو مفتی رشید الدین نے گھر میں مل کر قتل کر دیا۔ ان کے قاتلین اور دوسرا سالانہ کوٹہ کوٹہ بھیا جے محمد علی لاشیہ کے دھبے پر آکر کیا گیا۔

۱۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو شہید کے قتل پر شیخ صاحب نے نذر شہداء پر تقریر کرتے ہوئے قبیلوں کے لٹ مار اور قتل و غارت کے ہٹے ہوئے واقعات ہم مابین کہتے رہے ان کی تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ غیر عمدہ اور سبوتاژ کرنے تھے۔

جاء الحق وذوق الباطل انا الباطل کان ذوقاً

مقابلہ پر مختلف افسانہ نویس جوتی رہیں۔ برکس اس کے کثیر و زیادہ
 قلمی ہے اپنے تئیں ہی۔ افسانہ نویس اور سیاسی قلمی و ادبی کی بدولت ایک نئی
 اور بہت ہی دلکش دنیا کے سامنے آئی۔ بونہ می او بی سنی و لیس کے
 میدانہ امرتسر کی بونہ فرامین کی کوئی سرسی جنات خود غلامانہ اور تنصیباً
 ذہن کا شاہکار سی کہہ سکتے ہیں۔ مہاراجہ جی سنگھ اور ان کے حوالوں
 کو خوش کرنے کے لئے تاریخی واقعات کو غلط رنگ میں توڑ مروڑ کے بیان
 دے دیے۔

میں کو ڈگرہ فیڈریشن کے نام سے بہت دور جی سنگھ کے پہلے پرندت
 پر تھوڑی جتنہ کالیہ کی صہلت میں ڈگرہوں کا ایک جگہ گو کہ چند مارکیٹ کے مہمان
 شاہ عالمی گٹ لاجور میں منعقد ہو جس میں کویت کثیر تحریر کی خدمت کرتے تھے
 کہا گیا کہ جیلاس میں شاف نوڈ کو کے قریب ڈگرہ سے اس امر کا عہد کرتے ہیں کہ
 وہ مہاراجہ کے پسے کی جگہ اپنا خون بہانے کے لئے بروقت تیار ہیں۔ غالباً
 ایسے ہی لوگوں کے لئے کہ جی بے بیٹے مرتے رکھوں کو شہر مہاراجہ کی کانپیں

کویت کثیر تحریر کی حمایت

شیخ محمد عبد اللہ کے تدبیر کی حمایت میں برونی ریاست
 سے جوئے شہر بیانات آئے ان میں پہلے حامی برہن علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
 سے جوں و کثیر ہوڈش زمین کے صدر سید میر تقی محمد کا تھا جس میں انہوں نے
 باغی صہ اور ریاست کی تہذیب کی محنتوں سے اجیل کی تھی کہ وہ فرد و اجہ
 کی حرج منع ہو کر کویت کثیر تحریر کا ساتھ دیں۔ اس بیان کو لاجور میں بخشی
 اور محمد و غلام محمد صدیقی نے کافی سے زیادہ نادری اور تبصرو کرتے ہوئے کہا کہ

زمین کے صدر نے تمام محنتوں اور طہار کو پیش کاغذ کے تھے تھے منظم
 ہونے کو کہلے۔ چودھری غلام عباس خاں نے اس پر اعتراض کیا اور کہا انہوں
 نے ایسا نہیں کہلے۔ اسی دوران سید میر تقی علی گڑھ سے سری نگر واپس
 آتے ہوئے لاجور میں محلی غلام محمد احمد غلام محمد صادق سے ملے۔ جہاں بخشی صاحب
 اعدان کے درمیان تلخ کلامی ہوئی۔ یہ پوچھنے پر کہ اب سری نگر پہنچ کر کس جگہ
 میں کام کریں گے سید میر تقی علی گڑھ کی کہانی الحال میں تحریک کا ساتھ دوں گا۔ وادی
 میں ملے ہو کر انہوں نے اپنی سیاسی سرگرمیوں کے لئے ضلع انتظامیہ کو چھوڑ دیا۔
 اور بالآخر پیش کاغذ کے ہی ہو کر رہ گئے۔

خرمن فوج کی متشدد مزاحمتی براہ طہار اطمینان کتے مہاراجہ جی سنگھ نے
 جھوٹ اور محمد فریب کے حربوں کو تیز کر دیا۔ چنانچہ اس نے جھوٹے پروپیگنڈے
 کو برف کی گیند کے مانند زرخیز اخباروں اور ٹیلی ویژن کے خود ساختہ سیاسی
 شوشہ ہاتھوں کے ذریعہ اس طرح پھیلاتا شروع کیا کہ جتنا وہ چھڑا جائے اتنی ہی
 برف اس پر پڑتی جائے گی اور وہ بڑھتا جائے گا۔ یہ ادب بات ہے کہ وقتی طور
 پر اسے اس طرز پر پروپیگنڈے خاصہ فائدہ ہوا۔ مگر کثیر تحریر کی عزت پرستوں کے
 سینوں میں دلی جھلی اُڑادی کی آج نے اس برفانی گیند کو پھیلنے کے ہی دہلیا۔

مہاراجہ کا ایک دوست کے نام خط

یکم جون ۱۹۴۷ء کو اپنے ایک جوہری دوست و کٹر مؤرخ نقیل کو جو خط
 مہاراجہ نے بھیجا اُسے بری سنگھ کی ذہنی و فکری اور کشمکش کی عکاسی ہوتی
 ہے۔ خط کا متن ملاحظہ ہو:-

فساد کی ابتداء مقامی فتنہ انگیز خطیب عبد اللہ نے کی۔ جو

من تو شد من تو من شدی

شہری انتظامیہ کے نام پر میر مقبول گیلانی کو اڈی کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کر کے
 بولانا سولہ کے ماتحت تمام کرنے کی ہدایت دی گئی۔ ۱۲ نومبر کو وزیر اعظم منڈت
 جواہر لال نہرو، منسٹر انڈیا گاندھی اور رفیع احمد قدوائی نے شیخ محمد عبداللہ کی میت
 میں بارہ مول کا دورہ کیا۔ کالیسی پر پندرہت جواہر لال نہرو نے لال چوک سری نگر میں ایک عوامی
 اجتماع سے خطاب کرتے اس امر کا اعلان کیا۔ جوہی ریاست جوں و کثیر میں حالات
 پراسن ہوں گے اور حملہ آوروں کا مکمل انخلاء ہو گا۔ ریاست جوں و کثیر کے لوگوں سے
 استصواب رائے کے ذریعہ الحاق کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ اس عمل میں اگر
 ریاست کے باشندوں نے بندہ کے خلاف اپنا فیصلہ صادر کیا اس صورت میں بھی
 بندوستان ان کی خواہش کا احترام کرے گا۔ اس تاریخی جلسے میں پندرہت جواہر لال نہرو
 کی اس دلیرانہ اور حقیقت افزہ تقریر سے متاثر ہو کر شیخ محمد عبداللہ نے پندرہت جی
 کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر امیر خسر و کا یہ فارسی شعر پڑھا جس پر
 من تو شد من تو من شدی من تو من شدی تو چال شدی
 تاکس نگوید جد ازیں من دیگرم تو دیگری

لے۔ ایڈمنسٹریٹر شیخ کے بعد میر مقبول گیلانی نے اپنی راہ میں جن لوگوں کو ہمالیہ کا طرہ بندرود
 پایا انہیں پاکستان کا ہمدرد اور قباہلیوں کا ساتھی کہہ کر گرفتار کرنے میں جنس سے کام لیا ان
 میں سلطان آف کوٹائی کا دلیر عبداللہ عبدالعزیز خان صاحب جن خان علق قدوائی آف اورڈی راجہ
 یوسف خان خٹکی عبدالعزیز آف اورڈی۔ محمد بیٹ ناہن قابل ذکر ہیں سان گرفتاریوں اور شدہ
 کا یہ یوں میں ایک ہیڈ کانسٹیبل نے جن کو ہائی ہی میں اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے عہدے
 (باقی ماحیثیت پر)

یہ وہ دور تھا جب شیخ صاحب دہلی میں سیکولر گماڈ و دیوتا کی نظر سے بچے جلتے
 تھے چنانچہ ۱۹۴۷ء میں کئی مرتبہ تین سو فی لاکھ میں سرکاری حکومت کے کارکنوں کی ہنگام
 اور سیاسی دہلیوں نے ان کی آرتی اتادی اور پرشاد تقسیم کیا۔ دہلی کے سیاست دانوں
 کے اس لشکر کو کثیر کے باشعور سیاسی طبقے خفیہ جلسوں میں دہلی زبان میں انکو ریشٹن
 سیکولر گماڈ کہا کرتے تھے کثیر پر پندرہت زمانہ قدیم سے بڑے موقوفہ شمس و اتدہ ہوتے
 ہیں۔ حالات کے تجرور دیکھ کر ان کے رہنماؤں نے شیتل تلخے نور کئی دوسرے مقامات پر
 شیخ عبداللہ کو اقرار کہہ کر ان کی تعینہ کوئی شروع کی۔ پھر جب ۱۹۵۲ء میں انہیں
 وزارت اعلیٰ سے برطرف کر کے قید کیا گیا انہیں رہا کھشش کہنے سے بھی نہیں چوٹے۔
 اس قسم کی پینترہ بازی میں شو تارائن قوطیدار نے ابھی اوقتی کے سالہ تمام دیکھا کہ
 ماتدہ کے

ایڈماتھیہ جسٹس آگے۔ پر ترقی دے کر پیسے گاندھیل اور بڈی اڈی بھیجا گیا تھا نے مقبول گیلانی
 کا ہر پد ساقدیا۔ بعد ازاں جب شیخ صاحب نے سیاسی حریفوں کو بیٹ ناہو کرنے کے لئے پیشتر
 کی ضرورت محسوس کی تو گیلانی کی سفارش پر اسی اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو ترقی دے کر پیشتر
 براف کا انچارج مقرر کیا۔ اور یہی شخص قادر گاندھیل کے نام سے کثیر کا جاکو خان بن گیا۔ قباہ
 گاندھیل کا خاندان اور تانا شاہی حکم و بیش خواہ غلام محمد صاوی کے ابتدائی دور وزارت
 تک رہا۔ اس شخص نے ہر کسی امتیاز کے ہر اس شہری کی تعویک و تذلیل کی جس کے ہاڑے میں
 اس کے ذہن میں ہو کہ اٹھی حق و انصاف کا تصور اس کے ایں مغفود تھا یہ جھجھاتا پاکستان
 کے نام پر اپنے ظلم و ستم کا خونہ مشق بناتا تھا اس کے زرخے میں بھنے ہوئے ناگرہ گناہوں
 پر ہزاروں لوگوں کو جواڑ تیں دی گئیں اسی میں سپیشل براف کے میبل پر لٹا کر ان کے
 سینوں پر گرم ستریاں پھیرنا شامل تھا۔ اس طرز ستم کا شان نزول یہ بتا دینے
 لگا۔ اس طرح سے ان کے سینوں میں ہندو جب پاکستان کی شلن اور سلوٹیں سیدھی
 (باقی ماحیثیت پر)

پیارے رہا، کو اپنی پیش دیتے ہوئے با برہمن رام رام با مسلمان اللہ اللہ کاراگ
 الپتے شیخ محمد عبداللہ کے وصف، قیادت کو رحمت خداوندی کے مترادف قرار دیا۔
 وسطا دسبریک نیشنل کانفرنسی لیڈروں اور حوکرہوں نے بھی یہ اندازہ لگایا
 کہ ایک قبائلیوں کے لئے کثیر ترغ کرنا ہندو دلی دہراست والا معاملہ بن گیا جس سے
 ان کے دلوں سے پاکستانی قبضہ کا خوف جاتا رہا۔ اس اطمینان کے بعد انہوں نے
 اپنا دھیان ملکی بہبود کے نام پر ان عناصر کے انخلا کی جانب مبذول کیا جو قبول
 ان کے بحیثیت پاکستانی قبضہ کا مسئلہ کے طور پر یہاں کام کرتے رہے ہیں۔
 انہوں نے اپنی کوتاہ اندیشی جنم کی اتحاد کے تحت وادی کے تقریباً تمام مخالف
 جماعتوں کو اسوائے کشمیری سنڈت یوٹک سیمٹ کے سرکردہ افراد کی گرفتاری پر اپنی تمام
 بساط کو مرکوز و متوجہ کیا۔ ان گرفتاریوں کو موثر بنانے کے لئے خواجہ غلام محمد صاحب
 کی بیٹھک واقع لال چوک امیر اکدل میں گرفتاری کی نام کی آرگنائزیشن کا
 سائین بورڈ چڑھایا گیا جس کا مہتمم اعلیٰ ملک غلام رسول آف کادی کدل اور
 سیکرٹری پیر محمد افضل مخدومی مقرر ہوئے۔ سرگرفتا شدہ قوت کے ان کی ہاں یا نا
 حرف آخری حیثیت رکھتی تھی۔ گرفتاری کی ان گنت بے گناہوں کو جیل کی کالی
 کوٹھڑیوں میں تار کردہ گناہوں کی سزا بھگتے پر مجبور کیا۔
 نیشنل کانفرنسی درکردوں نے اپنی کانڈ کے اشارے پر وادی کے تقریباً تمام
 گھرانوں اور کہنوں پر چھاپے مارے اور تلاشیوں شروع کیں جنہیں وہ ناپسندیدہ
 کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس طرح پہلے سے دہشت زدہ شہری زندگی میں خوف و

اس قسم کی گرفتاریوں کو علی شکل دینے میں مندرجہ ذیل کارکنوں نے نمایاں کارنامے
 انجام دیئے۔ بختی عبدالرشید، پیر محمد مقبول مخدومی، محمد یوسف پرزگر، بختی علی محمد

پراس پیوٹا کر بل چل مجادی سان گرفتار ہونے والوں میں مولوی محمد امین رحمن
 دوبارہ گرفتار کر لیا گیا، غلام نبی کھار، غلام نبی پٹھان، محمد امین کلا، کسان کانفرنس کے
 صدر عبداللہ میزاد، سیکرٹریوں دوسرے بدستور افراد شامل تھے۔ ان کے خلاف جلد
 آئینہ شکنی، تحریک کاری، حتیٰ کہ دیکھیں تک کے فرضی الزامات لگائے گئے اور انہیں
 ہر زبان کرنے کا آسان طریقہ ڈھونڈ نکالا گیا۔

مولوی ذوالدین، عبدالغنی، عبدالغفار، محمد امین، عبدالعزیز مسگر، غلام محمد
 زرگر، غلام احمد، مسگر، مسطفی علی کے خلاف فرضی ہم کیس کا مقدمہ دائر کیا گیا۔
 انہیں نظر بند رکھ کر سخت اذیتیں دی گئیں جب اس سے بھی جی نہ بھرا تو ان میں سے
 اکثروں کو جبرا پاکستان دھکیل دیا گیا۔

بچی عمر کے کشمیری

آخر شب کے ہم سفر فیضی نہ جانے کیا ہوتے
 رہ گئی کس جسے عیدار میں کدھر بھٹک گئی

اسی درد ان شہر سہری گھر میں حکومت کی جانب سے منادی کرائی گئی کہ جو
 لوگ پاکستان جانا چاہتے ہیں وہ گھر میں بارش پولیس لائن میں حاضر ہو جائیں ایسے
 لوگوں کے لئے حکومت نے مناسب انتظام کر رکھا ہے۔ ان دنوں صوبہ قبول سے
 آئے ہوئے مسلمان سپاہ گزروں کے علاوہ کوٹلی، بھمبر، راجوری اور سبل، مظفر آباد

ایک عائدہ شدہ انکا مسٹر علی احمد، مولوی محمد امین، عبداللہ میزاد، محمد امین کلا، کسان کانفرنس کے
 صدر عبداللہ میزاد، سیکرٹریوں دوسرے بدستور افراد شامل تھے۔ ان کے خلاف جلد
 آئینہ شکنی، تحریک کاری، حتیٰ کہ دیکھیں تک کے فرضی الزامات لگائے گئے اور انہیں
 ہر زبان کرنے کا آسان طریقہ ڈھونڈ نکالا گیا۔

کھڑے خود اس کے مکان پر جا کر آدھرا چھوٹا برآمدہ میں آیا اُسے گلی
 مار کر ہلک لٹکا۔ عریاں سڑک کی غریب دھڑکیں آنا آنا سامنے میں بھی گلی
 جس سے قبر آوازوں میں ایک ایک حجر میں کے کھیلنے کی جھنگار اور گولہ کی کان
 بڑی آوازوں میں لہار گانے لگی۔ اس خون آشام آوازوں کو مزید آگے دیکھنے کے لئے
 ہمالی صابر: ایک گولہ کار میں عریاں شہر کے سڑکوں پر چلتی چلتی جلوہ گر ہوئی۔
 "نوحہ! تمہاری غیرت کہ تک سولہ ہے کہ مسلمان غلاموں نے تمہارا ساج
 رقیب کر لیا ہے۔" بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب ہمارا مہ سڑی گری
 فرما ہوا۔ ہمارا بیٹا نے گھڑی کار میں ہمارا حق جوت میں لوگوں کے جذبات اُجھڑاتے
 کہا: "مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لئے ہر ہندو آزاد ہے۔" تھوڑے کے طور پر ایک
 سب انسپکٹر پولیس نے ریلوے کال کر مقررہ بری وہ مسلمان گروہوں کو نشانہ
 بنایا زمین جہاں جہاں سے ہمارا بیٹا زبردستی کئی گندمی فسادات کی تیار کاریاں
 اور غریبوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ حاصل ہمالی کی لوہ بھری پُرسنا آوازوں نے جاند
 واکام کیا۔ جوں کے وہ وہ علاقوں میں جہاں بھی مسلمان رہتے تھے ذوق پرستوں کے
 نشہ کا شکار ہوا جو جان بگاڑ رہا تھا اور دشوار گزار ماہوں کو طے کر کے
 فوج بستے میں دایب ہوئے انہیں فوج کے حدود میں گاجر مول کی طرح کاٹ
 کر کھانے لگایا گیا۔

پہلے کتابیہ معلومات نہ ہو گا کہ اس واقعے سے پیش قدمی کیا گیا
 تھا یا نہیں۔ سنو کہ فوج میں اپنے نیام کے وہاں شروع ہوا تھا کہ پنجاب سے تھے

۱۔ ایک دفعہ میری ایک ساتھی نے کہا کہ میں نے اپنے دوستوں کو دیکھا کہ انہیں ایک
 قصبہ کے گروہوں کے بارے میں پوچھا کہ انہیں کس طرح پکارتے ہیں۔

ہوئے غیر مسلم ہندو گروہوں کو مسلح کر دیا۔ تاکہ یہ اُسے وقت میں کام آسکیں۔ چنانچہ
 اس مشورے کے تحت میٹنگ کے اختتام پر غیبت چند نے سرکاری اسلحوں فالتوں کے
 ہندو کھانڈ کھول دیئے اور نئی اسلحہ لوگوں میں اسلحوں تقسیم کر کے انہیں مسلح کیا۔ جس سے
 مسلمانوں کو دیہاتوں پر مسلح فائرنگ شروع ہوئی۔ شہر میں گریو نافذ کیا گیا۔
 مقامات میں مسلمانوں نے اسلحوں سے چودھری عیسا اللہ کی بھیجی ہوئی چودھو
 بندو میں بھی تہہ فالتوں سے باہر نکالیں جنہیں چودھری عیسا اللہ نے اسلحوں پر لٹائی ہوئی
 مٹی کے گالڑ میں ٹھیک کر چند دن پیشتر بھاگتا تھا۔ عاجل فتنہ عیسا اللہ سے ملے
 سنبھال کر مسلمانوں نے ترکہ ترکہ جواب دینا شروع کیا۔ مگر انہیں اپنے محصور ہونے
 کا اس میں بُری طرف تامل نہ لگا۔ یہ سولہ ہندو تین دن تک قائم رہے۔

حکومت تحفظ دینے سے قاصر

پچھلے دن حکومت نے "آہستہ آہستہ" سے کرکے پرمشکل اور شدید ہوا
 کو لکھ کیا۔ گاڑی میں بٹھا کر ان کے ریلوے اسٹیشن پر منادی کو گولی۔ حکومت

۱۔ اس سال میں ہول ایڈمنسٹریشن پر کام میں رہیں نہ تھا۔ کیا اس کے لیے حکمت
 چاند کرنے کی غیبت چند کے بارے میں تقریباتی تقریریں کیں ہزاروں غلاموں میں اور
 تین ہزار غلاموں میں۔ لاہور ہندوستان میں تقسیم کیا گیا۔

۲۔ جرنل مندرجہ میں ہول کا ذکر ہے۔ اس کا سبب جلی رات کے فتنہ جو بڑے ہوتا
 مر گیا اور ہول مندرجہ میں ہوتا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں اس کے بعد جرنل مندرجہ کے فتنہ
 نہ تھے۔ جب چند تعمیراتی کام ہوئے تھے۔ عیسا اللہ کے فتنے کے بڑے بڑے پاس
 میں تھے۔ ان فتنوں میں کئی قاتلوں کے جہنم کوڑے لگائے گئے۔ ان کے
 اور مشیت تھا۔

غیر نیشنل کانفرنسیوں کے بوش ادا دینے کیف دمی کا سماں جاتا رہا وہ غار
 میں رہ کر رہا کرتے رہے پھر تو نے لگے تھے نیشنل کانفرنسی حلقوں میں اضطراب
 انگیز بیجا ہلچل مچا رہی تھی انہوں نے احمدی احمدی چنہ کاک کی حکومت سے بدلہ
 لینے کی نکل لی سری ٹرمیں میاں احمد یار خان کی غدارانہ اور ڈسپنشن کا ٹوا می
 حلقوں میں شد یہ فرست کی گئی۔ انہوں نے سر جگر شہر کے گوشہ گوشہ میں کیا۔ ان کے
 محلے میں میاں احمد یار خان، نام کے پتہ حوالے کر کے ان کا جلوس نکلا گیا۔ اہل شیخ
 محمد عبداللہ کی بلند قد وقامت والی شخصیت سے کر اور منظر کا غرض کسی تک
 ہر ایک نے میاں احمد یار خان کو میاں احمد یار خان کے نام سے پکارا۔ اسے پکارا
 سال کے لئے پارٹی سے خارج کیا گیا۔ حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیوں کہ
 میاں صاحب پہلے ہی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔

منصب پر ستانہ خداری

میاں احمد یار خان کی اس حرکت پر اخبار زمیندار لاہور نے منصب
 پر ستانہ خداری کے عنوان سے ایک مقالہ شہر و قلم کیا جس میں زمیندار محمد افضل بیگ
 کے بشار اور خود داری کی داد دیتے ہوئے میاں احمد یار خان کو بڑے فضل و عبادت
 سے زمیندار کا اقتباس مندرجہ ذیل ہے۔

زمیندار محمد افضل بیگ نے وزارت خیریت میں ان مستغنی و سادہ
 خدائی کو انفرادی آزادی سے خرم و شادمانہ کرنا دیکھا تھا
 جس سے خود داری اور بہرہ گیری سے بہت سی کامیابی حاصل
 ہوئی۔ اس کے بعد وہ ایک نیشنل کانفرنسی میں شریک ہوئے۔ اس وقت
 جو بڑی چوڑی کھینچ تھی۔ اسے ان کے ایک تاملی سبب سے پہچانا

خبر دیا۔ اس ساقی کا نام میاں احمد یار ہے۔ یہ حضرت، کثیر
 اس کی پیش کاغذ لیس پائے لیتے تھے لیکن ذہانت کے شوق میں اس
 درجہ ہوا اس سے کہ وہ اس میں اند توحید میں یاد نہ رہے۔ نیشنل
 کانفرنس نے انہیں پانچ برس کے لئے رکنیت سے محروم کر دیا ہے لیکن
 یہ اقدام بہت زیادہ ایک ایسے شخص کے لئے کب عہد ناک ہو سکتی ہے
 جو ذہانت ہی کو نجات کا ذریعہ سمجھتا ہو۔

۱۹۳۹ء اپریل ۱۹
 زمیندار زمیندار لاہور

منصب کانفرنس کے قریش محمد و سلف نے مبارک پاک جامع مسجد
 میں میاں احمد یار خان کے منظر بننے پر وزیر اعظم رام چند سنگھ پر پھینکتے
 ہوئے اسے مبارک باد دی اور کہا کہ میاں بی کو پھنکار کا جی تو آئینگر سے
 بھی قابل سیاست دان ثابت ہوئے۔

تو نے جس طبقوں سے ڈھلچہ امارت کے جہلم
 حادثوں کا ہاتھ اس طبقوں کو اٹھا گیا!

استغنیٰ کی تشریح

میرزا محمد افضل بیگ کے مستغنی ہونے پر شیخ محمد عبداللہ نے ایک طویل
 بیان میں کہا۔ گذشتہ اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں ہم نے صبر و استقلال کے ساتھ
 تجربہ حاصل کیا اور اس تجربے کی رفتار کو ہر ناویہ سے پرکھا۔ میاں تک کہ ہم نے
 یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جس کا بینہ میں فیصلہ طے کرنے میں غیر ذمہ دار عناصر کو بالادستی
 حاصل ہو اس میں ایک عوامی وزیر کا پینٹا نا لگن ہے چنانچہ اختلافات کی

لے یعنی سازشی

کے ہیں جو گفتگو کرتے۔ ایسی ریاستوں میں رہنے والے لوگ کس کو دعوے کا بھی
 نام نہیں لے سکتے۔ اعلیٰ درجہ کے آئینوں کے آئینوں کے لئے باہمی قلع و مشورہ کی
 کمیٹیاں بنیں۔ ان کے لئے ہر طرح پر تسلیم کر چکے ہیں کہ ریاستوں میں جو نظام
 پیش قدمی نہیں ہو سکتا۔ اس کا اندازہ کرنے میں پس و پیش کرتے رہے۔ انٹرنیشنل
 ورک کے لئے بھی یہ تسلیم کرتے ہیں۔ اگر ہندوستان کے میں کچھ اعلیٰ آؤٹ لک
 اور ایسی ریاستوں میں جو وہ پوزیشن پر رہیں۔ اس سے نہ صرف انصاف کا عمل
 ہوگا بلکہ آزادی کے سود بھی۔ فی زہد خواہ وہ اس مسئلے کا گہرا مشاہدہ کر رہی ہے
 کہ ہندوستان پر انگریزوں کے حاکم پر ایسی ریاستوں کے بننے میں ان کی پالیسی
 کیا ہوئی۔ اس کی ریاست کے سامنے پونے دس سو ریاستیں باشندوں کا مسئلہ پیش
 کرتی ہیں۔

میری توجہ کے تحت یہ ہندوستان میں خصوصاً ریاستی قوم کی رہنمائی کو
 میں دیکھتا ہوں کہ یہ ملک بھلی پڑھنے کا فن نہیں کے موجودہ صحت مند سیاسی کردار
 ۔ اس ریاستوں کے باشندے اس ملک کے منتظر ہیں کہ انہیں کثیرتہ اشارہ
 ملے۔ وہ اس آواز پر لبیک کہیں۔ اس کو قاسم آپ پر بڑی ذمہ داری فایز ہوئی
 ہے۔ وہ اپنے دس گھنٹہ ریاستی تحریک پر خود کی نظائر آپ پر ملتی ہوئی ہیں۔
 میں انگریزوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ڈیڑھ سو سال کے بعد ہندوستان
 کو ترک کرنے پر تیار ہوئے۔ ہماری ریاست کثیرتہ جو یہ ملک نے دوبارہ لاہور سے
 شریعت عدلیہ کے پختہ لاکو: ایک شہر میں رہیں۔ ان کے لئے اس کے مقام پر
 ۔ جو یہ کیفیت ملے گی اس سے ہم کو ترتیب دیتے وقت کثیرتہ یوں کی
 خدمت حاصل کی گئی تھی جو سارا جہاں اس میں کثیرتہ کے جہد کو
 اس کے لئے عمل میں ہے۔ اس شریعت عدلیہ نے خلاف عدلیہ

ہندوستانی قیامت میں ہے جو باہر ملک سنگھ نے سکھوں کے ساتھ کی اور جس کے
 پاداش میں ہمیں غلامی کی زنجیریں پہنائی گئیں۔ جب تک ہندوستان کا ایک ایک
 پوئلہ ہے وہ باہر ملک سنگھ کو اس عیانی انداز شریعت عدلیہ کی خدمت
 کرتا رہے گا۔

یہ صحیح ہے کہ آج تک کثیرتہ غریب تھے۔ ہماری زبردستی پر ترس کھا کر
 کئی دہائیوں اور ٹھکانوں نے نادر و فریاد کی۔ ۱۹۱۸ء میں جب ایک آف چیمبرز
 میں اقوام عالم کے نمائندے تھے تو اس موقع پر علامہ اقبال نے فرمایا
 باد صبا اگر یہ منبر نذر کن تہے ناپہ مجلس اقام ہمار
 یہقان و گشت و جمعہ و خیابان فرد ختم
 قوسے فرد ختم و ارزاں فرد ختم

علامہ اقبال نے یہ پیش بینی بھی کی ہے کہ وہ زمانہ بعد نہیں جب قبروں سے
 مرد کے کفن بھی ڈر نکلیں گے۔ یہ نہ مذکورہ تاریخ مردہ باد کہیں گے۔ آج ہم بیدار ہو چکے
 ہیں۔ ہم راجا، اہلکاروں کی پیش رفتی کا شدید شکار نہیں بن سکتے۔ ہم نے غلام
 و غلام زندگی کے نکات پائے کئے موت کو جمع دینے کا تہیہ کیا ہے۔ ہماری
 جنگ کھلی کتاب ہے آپ کو چاہئے اس میں بطور خاص مگر بھرتی ہو جائیں اور ساتھ ساتھ
 ریڈیف کمیٹیاں قائم کریں۔ جس سے ان قومیت پرستوں کی مدد کی جلتے جو اس جنگ
 میں گولیوں و فیر کا شکار ہوں۔ ہمارے بچے وہ بچے کی مدد کی گئے مرنے ہیں وہ
 جو لوگ ہماری کوئی کوتاہی نہ گھوڑیں پر غور کرتے ہیں وہ ظالموں سے بدتر ہیں ان
 کے بچے سے سخت حاصل کرنا ہر تربت پسند انسان کا حق ہے۔

جو ہندو ڈوڑھ مانے کی ہے بکارتے ہیں۔ جس ان سے کتنا جانتا ہوں کہ ڈوڑھ
 ان کی جیلا اس شریعت عدلیہ پر سفیرت جو سول قس میں ملک سنگھ نے

ہندوستان مثال مثلاً اور ترمیک پالیسی پر عمل پیرا ہو کر حقیقت سے چشم پوشی کر رہا ہے۔
ہندوستان میں محمد عبداللہ کی پشت پناہی کدلم ہے جبکہ وہ بولی جانتے ہیں کہ وہ ایک اداکار
اور ہیڈ ایجنٹ ہے جو مسلمانوں کے جتنے بھڑے کر رہا ہے۔

ایک اور کوشش

ایک دوسری کوشش جواہر لال نہرو نے پارلیمنٹ میں ایک بیان دیا جس میں پچھلے
چار ہفتوں کے دوران تیزی سے بدلنے والی حالات کا تفصیل سے احاطہ کرتے ہوئے کہہ دیا
سے ملے شادی کے دعوے کو دہرایا۔

نیم دہرہ کو دہلی میں دونوں وزراء اعظم کے مابین براہ راست گفت و شنید ہوئی
مگر اختلافات میں سرسبز فرق نہ آیا۔ وزیر اعظم ہندوستان نے نہرو کو لاہور میں
میں کے ساتھ جوائنٹ ڈیفینس کونسل کی میٹنگ میں شمولیت کے لئے لاہور بھیج دیا۔
اس سے پہلے وزیر اعظم پاکستان نے وزیر اعظم ہند کو ایک تارکے ذریعہ کثیر پر فیصلہ کن
گفت و شنید کرنے کے لئے تجویز پیش کی تھی۔ اس طرح دونوں وزراء اعظم نے لاہور میں لاہور
مائنٹ بینک کی موجودگی میں تین بجے سے لگاتار نصف شب تک مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر
کسی خاطر خواہ نتیجے پر پہنچنے کے لئے سرسبز کوششیں کیں۔ بدلتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان کے
سمانے یہ تجویز دہلی میں پاکستان میں امریکا کا اعلان کیا کہ وہ اپنا تمام اثر و رسوخ ڈاڈی کشمیر
قبائلیوں کو چھپے ہوئے میں استعمال کرے گا اور ایسے اقدام کئے جائیں گے جن سے قبائلیوں
کا ریاست میں دوبارہ داخلہ ناممکن بن جائے (قطع نظر اس کے کہ حکومت پاکستان نے انہیں
اپنی سرزمین سے گھرنے دیا ہے اور ان کی سرگرمیوں کا مرکز پاکستان ہی بنا رہا ہے) بدلتے
ہوئے اپنی تجویز میں یہ بھی کہا کہ ایک پراسن باجیل بنانے کے لئے لازمی ہے کہ غلط اور بزدلی
کے پردے کے لئے کہ وہ کا جتنے حالانکہ پاک تانی اخبارات ہندوستانی اخبار کو دشمن

قلم سے رہے ہیں یہی سمجھا ہوں کہ کشمیر میں مانے شادی کالے سے قبل لڑائی بند کرنا
اور قبائلیوں کو پیچھے ہٹانا لازمی ہے۔

تو اب ناہ لیاقت علی خاں نے پٹوات نہرو کی اس تجویز کے جواب میں کہا میرے
لئے یہ بات آسان ہے کہ میں قبائلیوں کو پیچھے ہٹنے کی اپیل کروں۔ البتہ اگر انہوں نے
اس اپیل کو خاطر میں نہ لیا تو یہ تجویز فیل ہو جائے گی کہ دونوں ڈومینیوں کے درمیان تعلقات
مزید بگڑ جائیں گے اور اس قسم کی اپیل سے پاکستان کی موجودہ حکومت کو شدید مشکلات کا
سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کی حکومت اتنی مضبوط نہیں۔ پاکستان کے
اُردو اخبارات حکومت کی ہر بات پر بری طرح نکتہ چینی کر رہے ہیں کہ وہ ان کے کشمیر کو ہلاک
دینے میں ناکام رہے اور اس عقیدے میں اگر پاکستان کی موجودہ حکومت بگڑ گئی تو آپ کو بولی
اندازہ کر سکتے ہیں۔ یقیناً اس کی جگہ ایک امتیازی حکومت لے لیگی، لیاقت علی خاں نے
دستاویز کیا کہ اگر قبائلیوں کو سکنا روکا گیا تو، لڑائی سول لینے کے مترادف ہو جائے۔ بدلتے
ہوئے کہ ہندوستان اپنی تمام تر فوجیں کشمیر ہند کے اندر ملتے ہوئے شادی کرانے سے پہلے ایک
جیڑا خداداد حکومت قائم کی جائے جو شیخ محمد عبداللہ کی جگہ رہا ہوتی انتظامیہ کو سنبھالے
بدلتے جواہر لال نہرو نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہہ ہندوستان کی حکومت
ریاست بھارت کشمیر تمام فوجوں کو نہیں بکارت کر سکتی ہے اور بالآخر ان اگر ایسا کیا بھی جائے
تو ریاست پونچھ اور دوسرے مقامات بالکل فوجیوں کے رحم و کرم پر رہیں گے جس کے نتیجے
میں انگریزی پھیل جائے گی، جہاں تک شیخ محمد عبداللہ کو چھوڑ کر کسی سے انتظامیہ کا تعلق
ہے ایک ایسی کڑی بات جس پر اگر آپ بھی قناعت نہیں دیتے تو خود بخود ناقابل عمل نظر آئے
گی۔ ریاست بھارت کشمیر کا ایک منسٹرین قلم کرنا یا مارا کام نہیں بلکہ وہاں کے باشندوں
کا کام ہے۔ یہ انکس ہے کہ شیخ محمد عبداللہ کی جگہ کیسے اور کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کریں
پچھلے چند برسوں سے شیخ محمد عبداللہ ذمہ دار تمام حکومت کے لئے جدوجہد کرتا آیا ہے

کے لیے جو کہ ایک اور بات کہ وہ حقیقت میں بڑے ہوتے پختہ کے دراصل
حقیقت میں کہ یہ ہر ایک شخصیت پر اس کی کائنات قائم ہے اس کے مطابق

یہ حقیقت شک نہ ہے ہمارے کہ قبائلیوں نے کشمیر کی سرحدوں کو عبور کرتے
ہی پڑھائی کے قتل عام کے ساتھ ساتھ ان کے دیہاتوں کو بھی اپنے قلم دانہ شدہ
دشمن کا نشانہ بنایا۔ اور جب یہ لوگ واپس چلے گئے تو پاکستان پنجاب میں بھی انہوں
نے شدید سبوتاہی کا جملہ عمل صرف انی مصلحتوں میں شدید رد عمل کا اظہار
عزیز مصلحتوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر حکومت پاکستان نے انہیں واپس بلاتے
علاقے میں دیکھ کر یہ پاکستان میں اگر کسی شخص کا قبائلیوں کا بھتیجا اور ہمدرد کہا جائے
تو وہ سولہ گھر پر چڑھتا ہے۔ یہ قبائلیوں کی فساد اور تشدد کی آج بھی ترمیمیں کرتے
ہیں۔ اگرچہ جو اس کے پاکستانی پنجاب میں ان کے دہشت گرد اور مجرمانہ تشدد کا اعتراف کرتے
ہوتے آئے نظر آتا ہے کہ ان کی خواہش دیکھتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قبائلیوں نے
بہت ہی عرصہ گزیر کر اپنی ضدی اور بربریت کا بھگت بنایا بلکہ ان لوگوں سے بھی کوئی
معاذت نہیں رہی۔ جنہوں نے کشمیر پر حملہ کرنے کی انہیں دعوت دی۔ ۱۹۵۰ء میں جب
قبائلی علاقے یا خوضا فزدا سے راولپنڈی میں اس وحشیانہ طریقہ کار کے بارے میں
پوچھا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا: آپ لوگوں کی مدد کے لئے ایرانی، افغانی،
اور ترک نہیں آئے۔ اگرچہ ہمیں سے چند لوگ اس جرم کے مرتکب ہوئے تو کیا ہمارے جنگ میں
ایسا جتنا ہی ہے۔ (۱) آج وہ اب ہم نہیں آئیں گے حکومت آزاد کشمیر نے ۱۹۴۹ء
میں ایک حکمت کے ذریعہ قبائلیوں کا آزاد کشمیر میں داخلہ منع قرار دیا۔



انیمی اچینس آرومی نین

۱۲ جنوری ۱۹۴۸ء کو شیخ محمد عبدالقدوس نے سندھ میں کونسل میں اکثریت پر بحث کے لئے ہندوستانی وفد کے ایک رکن کی حیثیت میں شامل ہو کر نیرا ایک روانہ ہونے سے قبل وہی میں اخبار نویسوں کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ کشمیری عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس ڈومین کے ساتھ چاہیں شامل ہو سکتے ہیں اور ان کو اس صورت کوئی بھی طاقت محروم نہیں کر سکتی۔ ہم ریفرنڈم کے حق میں ہیں کشمیر کے عوام اس وقت پاکستانی حملہ آوروں کا بڑی بہادری اور جرات سے مقابلہ کر رہے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ہندوستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان کے ساتھ الحاقی کرنے سے کشمیر کو کافی فائدہ ہوگا۔ مجھے نہ کہ اقتصادی اور مالی طاقت کے لحاظ سے ہندوستان پاکستان کی نسبت کافی مضبوط ہے۔ شیخ صاحب کے ہندوستانی وفد میں شامل ہونے سے اعلان کے ساتھ ہی آزاد کشمیر ریڈیو نے انہیں تھمیکا۔ بہری عبداللہ کے نام سے پکارنا شروع کیا۔ شیخ صاحب کے ساتھ وائی ناز رشتی بحیثیت سیکرٹری گئے جس

قبائلی پوری تیز رفتاری سے بھاگ رہے تھے۔ میں نے فوری طور پر ایک کار میں چھلانگ لگائی اور پوری تیزی سے ماویلینڈ کی پہنچا رہات کے کوسوں تک چلے گئے سیدھا آزاد کشمیر وکیل کے مقام پر پہنچا۔ ٹیبل ٹاپوں سے بچا۔ ان میں محافل پیرا کی شریف اور بادشاہ شاہ شامل تھے۔ انہوں نے بیک بیل کرنے کی اپنی پُرانی ترکیب استعمال کی اور واپس جب گر لوٹے کہنے لگے: "ماکھ روپے کا سٹاپ کیا۔ میں نے انہیں سے ایک طرف دھکیں کر قبائلیوں سے بھاو راست بات کی۔"

جنرل سکندر مرزا کی ٹیم دوست بھی پاکستان کے حق میں کوئی خوشگوار تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ حکومت پاکستان نے حالات کی پیچیدگیوں کا اندازہ کر کے خورشید انور کو برطرف کیا اور پاکستانی افواج کی ایک غامضی قدر کو بریگیڈیر شیر خان کے کمان میں ریاستی حدود میں داخل کیا۔ جس کا اتراف پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر احمد خان نے سلامتی کونسل کیلئے برائے جندہ و پاکستان کے سامنے کو پی میں کیا۔ جنرل اکبر خان کو جنرل طارق کے نام سے ریاست میں موجود افواج کا چیف آف سٹاف مقرر کیا۔ جنرل طارق نے منتشر قبائلیوں اور بکھرے ہوئے سپاہیوں کو اکٹھا کر کے کئی نئے محاذ کھولے اور بے شمار پولیس کا نفرنیس دیں جس سے ان کی شخصیت

سے: بریگیڈیر شیر خان (جد میں جنرل) صوبہ سرحد کو اٹ کے رہنے لگے۔ ۱۹۷۳ء میں ہوائی جہاز کے ایک حادثے میں جاں بحق ہوئے۔

۱۹۷۷ء میں جنرل ایوب کے دور حکومت میں: اقتدار پر فائز رہنے کی سزا سنائی گئی تھی۔ لیکن شہناز کا داماد ہونے کے ناطے سمیت سزا سے فائدہ اٹھانے میں سارا قید ہوا۔ مگر بعد میں انہیں برطانیہ میں پاکستان کا سفیر بنا کر بھیجا جہاں ۱۹۷۸ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

لاہر چھٹے گھنٹے بدھش پاکستانی افواج کی ریاست میں موجود کاسٹیشن میں بدل گیا۔ جنوری ۱۹۷۸ء میں انہیں جی۔ ایک کیمرہ واپس بھیج دیا گیا۔ ان کا جگہ بریگیڈیر سید الرحمان کو چیف آف سٹاف بنایا گیا۔ جنرل محمد رفیق کیلئے جو اس تمام شو کے آرگنائزنگ کا مکلفہ انجیف تھے کو وزیراعظم پاکستان نے ہدایت دی کہ تمام فوجوں کو مستحقانہ منعم کر کے آگے بڑھانے میں کوئی ذلیلہ فرو گذاشت نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے جوں کی توڑ اور فوج کی جانب سے آئی۔ این۔ اے کے کمانڈر کرنل بھل حسین۔ کرنل اشرف۔ کرنل وزیر احمد۔ کرنل کمال۔ کرنل عنایت۔ برٹان الدین۔ کرنل خضر محمد۔ یو۔ بی۔ سم۔ کپتن یوسف کی کمان میں کئی مختلف علاقوں میں کئی زوردار حملے کرنے اور یہ سب ۲۰ دسمبر ۱۹۷۸ء تک جاری رکھا۔

۱۹۷۸ء: بریگیڈیشن آئی میں سب سے پہلے کے بعد گمانڈہ انجیف رہے جس میں سب سے پہلے کے ٹرپوں کو شرف سے لیا اور سندھ فوج میں ایک پوزیشن دوسرے سے برتری۔ چاہے کہ ہتھیار ڈالنے کے بعد تازہ ہندو فوج کے جو سپر ہیٹے چلے گئے ان پر دلی دل قند میں مقدمہ جلاوت کی سماعت ہوئی کہ ایک کاٹھن میں حد سیم پنگ کے جگہ گیر احتجاج اور شدید دباؤ نے انگریزوں کو انہیں دی گئے ہزاروں سو روپے پر مجبور کیا۔ دوسرے بڑے گئے آزاد ہند فوجی آفیسروں میں جنرل کینی منہر تھے۔ لاس انڈیا اور قید کیے گئے مگر ان کی ٹیم میں نہیں ہوئی۔ اگست ۱۹۷۸ء میں جنرل سید علی پاکستان میں آئے وہ بارہ دن کر چیف جیم پیٹن کی ہم چلا رہے تھے اسی دوران مول سے بھی ہمارے جنرل پاکستان پہنچے شہر میں ہوئے۔ جنرل کیلئے گورنر جنرل پاکستان کے سامنے تجویز رکھی کہ جوہر انڈیا کے ساتھ کی جان بچانے کے لئے آئی۔ این۔ اے کے بھرے ہوئے فیسر اور جنرل دستیاب آئی۔ آئی۔ این۔ اے کی بہت مشر جنرل کی ہدایت پر یکم ستمبر ۱۹۷۸ء کو وزیراعظم پاکستان سے ملے۔ ۱۹ ستمبر کو وزیر خزانہ غلام محمد اور جنرل محمد علی کی موجودگی میں وزیراعظم پاکستان سے گورنر لائسنس لاہر میں مذاکرات کی اور انہیں اپنا شعور پیش کیا۔

ایک دوسرے کو روک کے گھاسا تا کہ بہت سے غلامی گلاب لگو والے تھوڑے تھوڑے
 جنگ ہوئے ہی دوبارہ اچھوٹے عمر ہوا تھا کہ اس کی سرحدوں کی حفاظت کیلئے
 انہی زمین میں بہت سی لڑائی ہوئی۔ اور گلاب جنگ میں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے
 لارنس سے پہلے ہی سونا لے لیا تھا۔ انہی جنگوں میں کہ کرنا کا ساجب و سبک لکھنا
 کے حالات میں حفاظت دیکھ کر کمپنی نے ساجب کے خلاف جنگ نہیں کی تھی
 ساتھ ہی کونسل انجینس کے نام ایک خط میں انہی مقامات کا اعلان بھی کیا۔
 جنگ میں غلام حکومت کو اگر زمین کے ان تھوڑے زمینداروں کی
 کی رو سے اپنے مقبوضات کا ایک بڑا حق تھا۔ پڑا اور انگریزوں نے لاہور بارہ
 تھوڑے جنگ لڑا کر لے کر لیا۔ مانی جنرل کی غلامی اور گلاب جنگ کے بعد
 دوسرے شخص ایسا نہ تھا جو انگریزوں سے معاملے کو سنبھال کر دے گلاب جنگ
 والی پالیسی سے بھی بخوبی واقف تھی جب ہی وہ اس کے ذریعہ انگریزوں سے
 تھوڑے کی بات چیت کرنے میں توفیق پائی۔ مگر جب انگریزوں نے لاہور کے
 فوجی علاقوں پر اپنے علاقے کے زبردستی والی نے گلاب جنگ کو انگریزوں سے منع
 کے مذاکرات طے کرنے لگا۔ گلاب جنگ نے اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے اس
 اختیارات کی شرط رکھی۔ مگر کیا دیکھ کے صدقہ والی جنرل نے اور گلاب جنگ
 کو اس اختیارات سے کرایسٹ انڈیا کمپنی کی کونسل انجینس سے گفت و شنید اور
 معاملے کرنے کے لئے بھیجا۔

میر لارنس میں نے پہلے ہی اور گلاب جنگ سے یہ کہہ کر سونپے کر دیا تھا کہ
 تمہیں خود قیاد رہا تسلیم کیا جائے گا اور علاقہ کثیر کو ایک عربی رقم کے عوض تمہاری
 ملک سے خشک کیا جائے گا۔ بشرطیکہ یہ اس اور کثیر کے مابین کا سبب علاقہ
 کثیر کے تار کر دیا جائے۔ اور دوسری ۱۸۴۵ء کو جنگ پھر پیا کر دیا۔ اور

کوٹ کشمیر

ہم وہیں پریشانی بھی پہلے چھانچے منظر
 راستہ اندلی ہواؤں کا طرہ جوتھا

کشمیر جو شہر و تحریک کیوں ہو گئے وہ میں آئی یہ جانتے کھاتے
 نہیں ہے کہ اس تحریک کا صد سالہ رشتہ نہیں منظر تحریک انڈیا میں بیان کیا گیا
 ۱۸۴۵ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی اور غلامی بارہ کے درمیان فوجی
 جنگ ہوئی اور وہیں جنگ کے قبل کے بعد دوبارہ لاہور کی غلامی حکومت والی
 جنگ کے بعد انہی جنگ کا لڑنے بلکوں کے خلاف تھا اور انگریزوں نے افواج لاہور
 کے قریب پہنچ گئی تھی۔ مگر گلاب جنگ کے قتل کے بعد ان کے سبب میں اس کے
 مقامات کا بڑا حق ثابت الیہ تاکہ وہ حق چوب انگریز
 فوج کے دھوکے سے نہ ہو گئے تھے۔ تقریباً تمام تحریک کا سبب جو شیل

مہران کا مینہ

چنانچہ مارچ کو بمبوں میں جب انہوں نے اپنی کابینہ کے مہران کے ناموں کا اعلان کیا تو کونسل پر محمد خان جو مسلم کانفرنس کے رکن تھے کھٹکتے ہوئے کے ذریعہ تعلیم کے عہدے پر تعینات کیے گئے۔ شیخ صاحب کی کابینہ کے سینئر ارکان مندرجہ ذیل ہیں۔ وزیر اعظم شیخ محمد عابد، نائب وزیر اعظم وزیر داخلہ بخش غلام محمد، وزیر مالیات ہرز احمد افضل بیگ، وزیر صحت و کالیت سردار عبد کمال، وزیر ترقیات خواجہ غلام محمد صادق، وزیر عوامی کارکن پنڈت شیم لال مراد، وزیر خزانہ پنڈت کریم لال دگرہ، وزیر تعلیم کرنل پیر محمد خان۔

نئی کابینہ نے حکومت پریشیل کانفرنس کے عمل دخل کو محکمہ مستحکم بنانے کے لئے مندرجہ ذیل تفزریاں عمل میں لائیں۔ ڈاکٹر ایس ایس پٹن ڈائریکٹ صحت عامہ پنڈت کشپ بندھو، ڈائریکٹر جنرل دہات سدھار، ڈائریکٹر قبول گیلانی پٹیل آفیسر اوڈی محمد امین پٹیل آفیسر بانہال، غلام قادر بٹ پٹیل آفیسر لارچ، اسی طرح مندرجہ سیکرٹریٹ میں بھی بعض اہم تبدیلیاں عمل میں لائی گئیں۔ وزیر اعظم کے ماتحت محکموں اور آفس کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب ان عہدوں پر تعینات کئے گئے: پرنسپل سیکرٹری پیر زادہ غلام احمد، سیکرٹری شیم لال درہ، قانونی ڈائریکٹر سیکرٹری سردار عبدالحلیم ڈرائی، سیکرٹری جانی ناتھ زلتی، پرنسپل اسٹنٹ لالہ رام لال ناگیال، انڈر سیکرٹری انفارمیشن وزیر ڈاکسٹنگ بلدیو پرشاد شرما، وزارت داخلہ کے سیکرٹری درگا پرشاد درگا پٹیل سیکرٹری محی الدین، پرنسپل اسٹنٹ جلال

نو: جدو پرشاد شرما کے بھائی ہری رام شرما نے دگرہ جونس کے باوجود کشمیر چھوڑ دیا۔
دہلی کا مینہ ۱۹۴۷ء

کاش ناتھ آئیر وڈ ایٹ مالیات سیکرٹری کونال بیج رام، انڈر سیکرٹری آغا ناصر علی، غلام علی الدین، بنو الدین، پرنسپل اسٹنٹ سید سیر قاسم، وزارت بحالیات سیکرٹری حکیم علی، پرنسپل اسٹنٹ پیر غیاث الدین، انڈر سیکرٹری بشی غلام محمد محمد اکبر علی، وزارت عوامی سیکرٹری تریوین دت، پرنسپل اسٹنٹ پیر بخش سنگھ، آزاد، انڈر سیکرٹری سردار تیا سنگھ، گھنٹام، وزارت عوامی سیکرٹری عبد العزیز قاضی، وزارت تعلیم سیکرٹری غلام احمد غلام، انڈر سیکرٹری حسن شاہ، لیدازان ڈوٹن، منسٹروں کے صلیب میں مندرجہ ذیل اصحاب کو شامل کیا گیا، غلام علی الدین، بھائی (ڈیڑرا) درگا پرشاد، در خواجہ مبارک شاہ، کرنل بلدیو سنگھ، بھائی، کرنل غلام قادر اور خواجہ علی شاہ۔

حسین آزادی

۱/ فوج میں ایک عام اصول ہے کہ جب ممانعت کی کوئی راہ باقی نہ رہے تو عام ہل بول دیا جائے، بعینہ جب کسی دہان سیاست دان کو ملک میں درپیش مسائل کے فوری حل کی راہیں مسدود نظر آتی ہیں تو وہ مختلف شوشوں کو کھڑا کر کے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرتا ہے ان دنوں کشمیر دہائی غربت اور جنگ کی وجہ سے انتہائی اقتصادی بد حالی اور بحران کا شکار تھا، عام لوگ باوجود شدید دباؤ کے نئے اسلامی

(بقیہ ماحیہ ۱۹۴۷ء سے آگے) دوران اس تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے بڑی جرات سنبھال کر ہری رام شرما جو امیر اکل میں دھکا داری کرتا تھا نے نہ صرف تحریک کو چلانے میں ملٹی امداد کی بلکہ شیخ صاحب کے خلاف دائر کیے گئے مقدمہ بدعت میں پنڈت جی لال کلر کو بطور وکیل کھڑا ہونے پر آمادہ کیا، رجسٹر پنڈت دگرہوں کے سبب شتم کا خوف بنے لیکن بہار کے مانعہ اپنے نظریہ پر قائم رہے۔ ۱۹۴۷ء کے لگ بھگ تارک دنیا کی راہ اختیار کی اور دہلی (ساحلو) زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اور ماہ پینڈی وغیرہ جگہوں سے آئے ہوتے مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد موجود تھی جو
الارض کا دھار یہاں آئے تھے۔ اور جنگ سے قبل پاکستان کی جانب سے ریل و
رسايل کی ناکہ بندی کی وجہ سے رُک کر پڑے تھے۔ ان لوگوں نے اس مژدہ جانفز اپریلیک
پکھتے ہوئے پولیس لائن کی راہ لی۔

اس اعلان پر ان سینکڑوں کشمیری جوانوں نے بھی جویشیل کانفرنسی
عوامی حکومت کے نند و فال سے بڑا سنے۔ کشمیر چھوڑنے کا امانہ غلا ہر کیا جس سے
اس کا امل میں تقریباً سات سو غیر ریاستی اور کچھ سو کے قریب ریاستی باشندے
نے شمولیت اختیار کی۔ حکومت کی دانت سے ہر ایک کو پاکستان جانے کا پروٹا اجراء
کی گیا۔ نایب وزیر اعظم جنشی دنام محمد اور وزیر اعظم کشمیر شیخ محمد عبداللہ تانکر کا انتظام
کرنے پر نفس فانیس ولیم لائن میں میر پور تھے۔ میں نے اسے چل کر قلم رات بھر ادھو
میں انجمنہ جہاں تھا کہ گوتہ رستہ کے فرزند جہاں ہر وزارت کے چہرے ہر فیضات
تہ کے ہنر سے تانکر میں شاہن تانکر لوگوں کی سانشی کی تھی۔ تانکر کے دوران جس کی
کے میں کوٹ صاف ستوراکٹر یا قیہ تانکر چیر پڑتے ہوتا وہ تھیں ان کی ایک کشمیر و تانکر
کی کوٹ و تانکر صرف تانکر چیر پڑتے ہوتا وہ تھیں ان کی ایک کشمیر و تانکر
ہوئے۔ تانکر کو برہتی حکومت کی جانب سے سرے کنتھورین مسیت گندھ تک
و تانکر کے قریب فیض انجا دیتا تھا۔

سرفکر پوٹن لاریوں میں پاکستانی نظریہ کے مطابق کشمیری لوگوں کی
ایک خاص تعداد بھی تانکر تھی جو تانکر میں سرحدی عبور کے شہاب کی دلی
میں تانکر رکھنے کے لئے پرف سے تھے۔ ان میں سے چند ایک کے والدین نے تانکر پر
انہیں اس وجہ سے پتہ رکھنے میں کامیابی حاصل کی تھی کہ کشمیر و پاکستان
یا آزاد کشمیر میں یہ ہیں ان کی اکثریت انہوں کی تانکر پرستل سے جنش دولت

دے کر اس وقت کی حکومت اور اس کی محنت علی نے محض اس تصوراتی خوف کی
بنیاد پر لاریوں میں لاد کر جلا وطن کیا تاکہ کہیں وہ غلامی مانج میں نکل نہ ہوں اس
رہنمودہ نکلنے کی ریاستی حکومت کے غیر دانشمندانہ شور کو آئندہ کے سو فوں کے لئے کافی
حوادہ مہر کر رکھا ہے۔

جب ریاستی حکومت نے یہ سلسلہ بند کیا تو سینکڑوں لوگوں نے اپنی خواہش
مشتاب سے سرحد عبور کرنے چوری تھیں آزاد کشمیر جانے کا ایک نہ تھینے والا سلسلہ شروع
کیا۔ یہ لوگ اکثر کھولڈہ اور پونچھ کے راستے سرحد عبور کیا کرتے تھے ان میں سے کئی واپس
آنے والوں سے جب میں نے دریافت کیا کہ وہ کون سا جذبہ تھا جو تمہیں کشاں کشاں
پاکستان یا آزاد کشمیر پہنچنے لے گیا۔ ان میں سے اکثر لوگوں کے ایک ہی جواب دیا کہ ہمارا
خیال تھا کہ ہمیں دو پینے بعد ہم پاکستانی فوج کے ساتھ شانہ حیثیت میں دوبارہ
سری جگہیں داخل ہوں گے اور ان لوگوں سے بدلہ لیں گے جنہوں نے ہمارا یہاں
جینا دیکر کر دیا تھا۔ اس انتہائی غرور و فکر کے ساتھ چند ایک کے ہاتھ سے یہ بھی
انمازہ ہوا وہ سمجھتے تھے کہ آزاد کشمیر کی حکومت میں ان کے لئے نشستیں مخصوص
ہیں صرف ان کے دہاں پہنچنے کی دیر ہے غرض پاکستان جانے والوں کا سلسلہ کم و بیش
۱۹۷۱ء کی جنگ تک جاری رہا اس کے بعد یہ سلسلہ اس لئے رُک گیا کہ سرحد کی دونوں

طرف سے فوجیوں نے بارہ دی سر نہیں بھاری تعداد میں کچھا دی تھیں یہ بات بھی
یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بخشی غلام محمد کے دور حکومت میں جو لوگ سرحد عبور کرتے تھے وہ
کے جاتے تھے انہیں شہرت تاک اور تیس دی جاتی تھیں جس کی وجہ سے سرحد عبور
کرنے والے واپس آنے کے بجائے کشمیر کے سیاروں، دروں اور جنگلوں میں
گرنے کا ترجیح دیتے تھے۔ اس طرح وہ تمام لوگ جو واپس کشمیر آنا چاہتے
تھے خوف و وحشت کی وجہ سے واپس نہ آ سکے۔

گزشتہ چند دنوں سے یہ سوسہ ہوتا تھا کہ کوئی مسلم کانفرنسیوں سے
شیخ محمد عبداللہ سے اُن کی نشستیں کانفرنس کے سرائے مسلم کش ریکارڈ
کو بھول کر اُن کے پاس گئے اُن کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ انہوں نے
ڈوڑ بوند، راج کے خلاف آواز بلند کر دی ہے۔ کئی ٹیبلر کانفرنسی یہ
بھی کہنے لگے تھے کہ شیخ محمد عبداللہ اور اُن کے رفقاء مسلم کانفرنس میں
شریک ہونے والے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلم کانفرنس کے اہم
سرخیاں اور وقت کانفرنس منعقد کرنے کا محل ہوئی ہے اور مسلم کانفرنس
کے گئے ہیں کہ شیخ عبداللہ نے جو نیا جمل بچھایا ہے وہ مسلمانان
ریاست کا ترقی یافتہ رویہ ہے انہیں جمل اپنی پالیسی کے کھوٹے ہونے
تہ کو زبردستی تسلیم کرنے کے لئے ہے اس لئے مسلمانوں کو کسی صورت میں
ان کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔

و بهر دو - دانش ۱۹۴۹

دو ایک شیر خور یک کو چلانے کے لئے منتسل کاغذ اس کی درکٹ میں لے کر کسی
مذبحہ میں قفسہ میں لپیٹ کر کاغذ کے ساتھ کارکنوں اور دوسرے رہنماؤں
نے سچ عہدہ مذ کے دو دیگر نگر ہونے سے قبل ہی اپنی تعلق اور ادبی گفت شنید

کے ذریعہ عوام کو متحدہ اور آخری یلغار کے لئے تیار کرنے کا عمل شروع کیا تھا جس سے ریاست میں انقلاب کی سوچیں بستر پر جا اتر چکی ہوئی تھیں۔ ۴۴ مئی کو مرزا عبدالفضل نے ملک فیکٹری دیکرس یونین کے مزدوروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا —
تمام مشکل مرحلوں کے فیصل کی کٹائی کے آخری اور آسان مرحلے پر خطرات برتنے کے لئے ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں جو حکومت عوام کے لئے کچھ نہ کر سکتی ہو اسے قائم رہنے کا کوئی حق نہیں۔“
نیشنل کانفرنسی قائدین کی اس شعلہ نوازی سے جاگیر و امانہ نظام حکومت فاضل نہ تھی لیکن یہ موقع و قہر کی نزاکت اور ہندوستان میں تیزی سے بدلے ہوئے سیاسی حالات کا بغور مشاہدے کے ساتھ ساتھ وادی کشمیر میں ان کے حرکات و سکنات پر گہری نظر رکھی ہوئی تھی۔ وہ اس تاک میں ملے تھے کہ کب اور کس رنگ میں وہ قہر کو سامنے آتے ہیں تاکہ قہر و جبر کے ڈنڈے سے انہیں ہمیشہ کے لئے خاموش کیا جائے۔ چنانچہ حکومت کو اس ضمن میں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔ بلکہ شیخ محمد عبداللہ کے نعرہ کو بیٹا کشمیر نے اس کی شکل آسان کر دی اور حکومت نے اپنی پوری طاقت سے ان کو دبائے کے لئے ان پر بھرپور وار کیا۔

منفق کیا گیا۔ جس میں کرنی ٹائمر نے کثیروں کی بہادری کی تعریف کی اور نام بارے کے
ساتھ ہر اشخاص ہی اسٹاروں میں اقرار کرتے کہ اسے "لون کے سلق جو شکایتیں
میں کھول رہی ہیں ان کی تحقیقات ہو رہی ہے"۔ پہلے گاہ میں شیخ محمد عبداللہ نے
اپنی تقریر میں حسب عادت تاریخی واقعات کے پس منظر میں فقہ کا طیلوں کو دھکیلا
سننے کے سوائے اور کوئی نئی بات نہیں کہی۔ لیفٹنٹ جنرل ایلی پی سین نے اس
واقعہ کو سلیڈ پر دلا دی تھرو *SLENDER WAS THE THREAD*
جس میں قلمبند کیا ہے۔

۱۰ نومبر ۱۹۴۲ء کی رات کو ایک نہایت افسوسناک واقعہ پیش آیا۔
بڑھاپے کے علاقے میں گشت رکنے کے بعد شیشل کانفرنس کے فالٹیر میں
کو ایک پارٹ سری ٹر فالس آرہی تھی۔ راستہ میں ایک ایسے مقام سے
گزری جہاں سکھ بچہ لین کا پہرہ تھا۔ فوجی جواؤں نے ان کو لکڑا۔ مگر
والٹیر میں نے جواب دینے کے بجائے بھاگنا شروع کیا جس پر فوجی جواؤں نے
گولی چلائی دوسری شخص کو دو ڈیوالتیر میں کی لاشیں پائی گئیں۔ رات کے
انہی بجے ہی جب فوجی جون دوست اور دشمن کی پہچان نہ کر سکتے تھے۔
گوئی چلائی کوئی بڑی غلطی نہ تھی۔ مگر نہوں نے جو غلطی کی وہ یہ تھی کہ وہ
پیشیں خدق میں دیادیں اور بریگیڈ ہیڈ کو اور ٹرکوں میں واقعہ
کی اطلاع تک نہ دی۔ دوسری بجے کو یہ خبر شیخ عبداللہ تک پہنچی
تھی اس نے غصے سے کہا۔ مجھے بھر کا گھسنا ہے جو اس کا سبب بنا۔
تو چن چن بچے جس شخصیات میں گھس کر گئے کے بعد شیخ صاحب سے ملنے

میں نے اپنے بچے کو لایا گیا کہ بچہ بچہ کا تھا۔

چلا گیا اور پوچھتے ہی میں نے انہماک سے کہا۔ شیخ بہت پریشان
تھا کہ کالی محمد نے محمد کے بعد ہی اس نے میرے جواب کو قبول کیا۔
جنرل سین نے اس واقعہ کو قلمبند کرنے میں غلط سیانی سے کام لیا ہے۔ بعض فلم محمد
نے م بارے کے واقعہ کی خبر سننے ہی پانچ شہر کی وہ لے تاکہ وہاں حالات کو قیاس لکھا
جاسکے اور وہ لال چوک کے واقعہ سے حالات کے اعتدال پر گئے تک بالکل بے خبر تھے جنرل
سین کا یہ کہنا بھی بالذات میز سے کہ شیخ صاحب کی کوٹھی کے سامنے سے جوس گندہ
وہ غمزہ ہوتے۔ جوس شیخ صاحب کی کوٹھی کے سامنے سے نہیں بلکہ ان چوک تک ہی
محمد ملے اور یہی منتشر ہوا۔

ہریشا ہے ہر اک شاخ سخن زنجیر سخن سے
نہیں والو! چمن میں انقلاب ایسے بھی ہوتے ہیں

بارہ مولہ کا انحلاء

نومبر کی آٹھ تاریخ کو میر جنرل کونٹ سنگھ کی سرکردگی میں ہندوستانی
آؤٹو نے بارہ مولہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ خاک و غری میں ڈوبے ہوئے اس خوبصورت
قبضے کی تباہ خان اور عبرت انگیز داستان اس کے ذریعے دوست سے عید نئی تہذیب
نے مسلم اور غیر مسلموں دونوں کو اپنے قہر و جبر کا نشانہ بنایا اور انہیں اپنے ناحق
غیرت پرستہ رویہ سے پامال کیا۔

یہ مولہ ہندوستانی فوج کے گھروں میں آنے پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ
قبائلیوں کے قلعہ ستر اور فوجی گھراں سے زیادہ شہر ایک بے گھر
بیل والا کا خر کہہ کر چن چن کرتی کرتی رہے سکھوں کو بے دردی سے تہذیب کو
جنہ میں قبائلیوں کی وہ پستی کا رونا تھا جو وہاں سے تہذیب کو گھڑا۔



[Illegible signature]



www.elsevier.com/locate/jmb



25



فولبروٹھائی



تجارت و بازرگانی



مفت محمد رفیع



شرفی: بیادش



یہاں تک کہ

جو دہری محمدی نے اپنی تعریف "ایر جیسی آف پاکستان" میں اس ملاقات کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن تفصیلات طبعاً نہیں کئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنی رپورٹ میں حکومت پاکستان کو تفصیلات سے آگاہ کیا ہوگا۔

بنیادی کمزوری

یہی وہ مقام ہے جہاں کثیر کا سیدھا سادہ اور آسان مسئلہ بین الاقوامی سیاسی اگھاٹے میں بونگ کر دینا کے بڑے سیاسی اور اقتصادی ٹھیکیداروں کیلئے شہرچہ کے کیل کا کام دینے لگا۔ انہوں نے آگے چل کر اس مسئلے کے پس منظر میں اپنے معاهدات کی آبکاری کے لئے دوڑوں نمائک میں اپنی جڑیں مضبوط بنیادوں پر استوار کر لیں۔ فوجی تو اس بات پر ہے کہ ہندو پاک کی حکومتوں نے جو ایک دوسرے کو کثیر میں جارحیت کا نذر دار الزام دیتے ہیں اور وہ رہے ہیں۔ جارحانہ اقدام کا مرکب قرار دلا سکتے تھے۔ بشرطیکہ وہ اقوام متحدہ کے منشور ۲۴ دفعہ ۴ کے تحت اپنی شکایات درج کرانے سے گریز نہ کرتے اس دفعہ کے تحت سلامتی کونسل کسی بھی جارحانہ اقدام کے خلاف ایکشن لے سکتی ہے۔ دونوں ملکوں نے سلامتی کونسل کی درمیانہ داری تک ہی اپنے تئیں محدود رکھتے ہوئے سلامتی کونسل میں اپنی شکایات اقوام متحدہ کے منشور ۲۴ دفعہ ۴ کے تحت درج کر لیں۔ جس کا عنوان ہے "ملکوں کے درمیان تنازعہ مسلحہ کا حل"۔ اس دفعہ کے تحت اقوام متحدہ کا کوئی بھی ممبر غیر ہر ملک شکایتیں درج کر سکتا ہے یا کسی بھی قسم کے حالات میں کا تفصیل کے ساتھ اقوام متحدہ کے منشور ۲۴ میں تذکرہ درج ہے۔ سلامتی کونسل یا جنرل اسمبلی کے سامنے لاسکتا ہے۔ آرٹیکل ۷ کے مطابق سلامتی کونسل کسی بھی تنازعہ مسئلے کے بارے میں تحقیق کر سکتا ہے۔ یا کسی بھی صورت میں حالات کا جائزہ لے سکتی ہے جو بین الاقوامی کشیدگی کی صورت اختیار

کر سکتی ہو یا کسی جھگڑے کا رقع فراہم کرنے کا موجب ہو سکتا ہو یا ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ بین الاقوامی امن و تحفظ کو خطرہ لاحق ہو۔ اقوام متحدہ کے منشور کے متذکرہ دفعہ کے تحت سلامتی کونسل ایسے معاملات میں درمیانہ داری کے فرائض انجام دے سکتی ہے۔ اگر اس کے تحت کوئی ایسا فیصلہ کسی پارٹی پر غمخوش نہیں ہو سکتی جو اس سے اختلاف رائے رکھتا ہو اور نہ کوئی ایکشن اپنے فیصلوں کی خلاف ورزی کی صورت میں کسی پارٹی کے خلاف لے سکتی ہے۔

پاکستانی وفد سلامتی کونسل میں

۵ مارچ کو پاکستان کے وزیر امور خارجہ سر ظفر اللہ خان پاکستان کی طرف سے سلامتی کونسل میں اپنے ملک کی نمائندگی کرنے کے لئے ایک وفد کے ساتھ نیویارک پہنچے۔ وفد میں سر ظفر اللہ خان، چوہدری محمد علی سیکرٹری جنرل، مسکلف پاکستان سردار محمد ابراہیم خان، صدر آزاد کشمیر اور ان کے سیکرٹری کی حیثیت میں ڈاکٹر محمد رفیع تاثیر قابل ذکر ہیں۔ وفد نے اقوام متحدہ کے منشور ۲۴ کے تحت وفد پاکستان کی جانب سے سلامتی کونسل کے سامنے تین دستاویزوں کی صورت میں اپنا کیس اس مسئلے کے ساتھ پیش کیا۔ کہ اس پر فوری طور پر غور کیا جائے۔ سلامتی کونسل کے ان شکایات کو دستاویز ۱ میں درج کیا گیا۔ پہلا دستاویز جس میں ہندوستان کی شکایات کی تردید کی گئی تھی۔ دوسرا دستاویز جس میں انسانیات پر مشتمل تھا۔ تیسرا جو کافی عویل تھا اس میں پاکستان کے نقطہ نظر کی وضاحت کی گئی تھی۔

دستاویز نمبر ۱

جس میں کہا گیا۔ پاکستان جنگ کو بڑھانا دیکھنے کے لئے قیامیوں کی نقل و حرکت

میں زیر علاج رہے۔ ابھی وہ پوری طرح صحت یاب بھی نہ ہونے پائے تھے کہ بلوچوں
 میں فوج نے یہ رائے ظاہر کی۔ چونکہ عام لوگ جنگ کی تباہ کاریوں سے خوف زدہ ہو کر
 جنگوں میں بچک گئے ہیں اور فوج کے لئے شہروں اور قبایلوں میں تیز کرنا دشوار بن
 گیا ہے۔ اگر حکومت شہروں کو واپس بلا سکتی تو بہتر ہوتا۔ اس علاقے میں مولانا مسعودی
 اور ان کے خاندان کا زبردست اثر و رسوخ تھا جو آج بھی قائم ہے اس لئے طے پایا کہ
 جیسے کچھ بھی ہو مولانا مسعودی کو یہ زمت اٹھانے پر مجبور کیا جائے۔ چنانچہ جب مولانا
 مسعودی آئندے پر پٹی باندھے ہوئے بنیادیں تو تمام گاؤں خالی پڑا تھا۔ ماروائے
 ایک پن بجلی کے جہاں فوجیوں کی نظریں کر جنگوں سے بکل کر گوجر آباہینے آتے تھے
 جب مولانا کی پارٹی پن بجلی کے قریب پہنچی ایک گوجر جو وہاں کھڑا تھا کی نظر اس پارٹی
 پر پڑی تو وہ بے تحاشا بھاگا۔ پارٹی نے کئی افراد لے کر لڑ دی۔ گھر لو نہیں۔ ہم
 تباہ ہی پاس آئے ہیں اور ہمارے ساتھ مولانا بھی ہیں مگر گوجر جیتے چلاتے بھاگا
 ہی گیا۔ اس صبح دیکھ میں کچھ دوسرے گوجر بھی جنگل سے نکل آئے اور جب انہوں نے
 مولانا کا نام سنا تو جواب دیا۔ بھئی وہ تو دوہینے پہلے گولی گئے سے ہلاک ہوئے ہیں۔
 مگر چند لمحوں میں ان کا دم جاتا رہا اب کیا تھا وہ مولانا مسعودی کے گرد جمع ہوئے انہیں
 زندہ دیکھ کر دیکھ کر مسرور و شادمان ہوئے اور ایک ایک کے تمام جنگل سے بکل
 کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹے۔ یہ سارا کوشش مولانا مسعودی کے حرف چار گھنٹے کی محنت اور
 ذاتی وجہ سے جبراً پور ہوئی۔ مولانا نے ان کی تسلی و تسخیر کے لئے ایک مختصر تقریر بھی کی اس
 واقعہ کا خوب تر جائزہ دوسرے دن مولانا سرئی گروٹ آئے۔ ۳ جون ۱۹۷۰ء کو انہوں
 نے میرا کھل میں شہرک جوت کے سامنے اس خوشگوار واقعہ کی تفصیلات پیش
 کر کے اپنے فاضل اندازِ حکیم کے جوہر دکھائے کہا:
 "قبایلوں نے اپنی سقدشاہی کے ہر میں کرنا میں ایک تھک

مقرر کیا۔ جو ہر درخواست کے ساتھ ایک روپیہ نقدی لیتا تھا اور قبایلی
 علاقے کی دہشت سے بھاگے ہوئے لوگوں کی زمینیں روپیہ کی کمال کے
 حساب سے فروخت کرتا تھا۔ علاقہ دار پارہ سے علاء اوروں نے تقریباً
 دس ہزار بھڑ بھڑیاں، تین ہزار گائے بیل اور ایک ہزار سے زائد گھوڑے
 خچر لوٹ لئے۔ جس گھر میں قبایلی گھسٹے تھے اس پر ان کی بہانہ دلائی نہیں
 بن جاتی تھی جس کے لئے گوشت کی منب ذیل شرح مقرر تھی۔ ایک سے
 تین قبایلوں کے لئے مرغ، چار سے سات تک کے لئے بھڑ بھڑ، ایک سے
 بیس تک کے لئے بیل، اتنا ہی نہیں بلکہ قبایلوں نے اس علاقہ سے
 سترائیں ہزار روپے بھی لوٹ لئے۔
 ان حقائق کا اعادہ لازمی نہیں کرتا قبایلوں نے جو خوش رہا سب
 جوتوں و کشمیر کے دونوں حصوں میں چھوڑے وہ اتنا ہی گھناؤنے اور دہشتناک ہیں۔
 حالانکہ ان لوگوں کے سابق مہذب سردار محمد ابراہیم خان نے بھی اپنی تصدیق کثیر ہو گا اور
 رہنما زندگی میں دینی زبان میں ان کی بڑبڑی اور دہشت گیری کا اعتراف کیا
 ہے۔ مگر دشمن بندی کے جس طریقہ کار کا مولانا نے انہیں پابند بنایا ہے وہ ان کی ہجو
 میں نہیں بلکہ تعریف کے ضمن میں لکھا جائے گا۔ باوجود انہیں لکھو نہ کھا جائے کھانے
 پینے کے معاملے میں بقول مولانا محمد سعید مسعودی "وہ ایک خاص طور و ضبط کے ملک
 تھے۔ یہاں موصوفہ بحث قبایلوں کی لوٹ مار نہیں۔ بلکہ تاؤ بیجا تحریکی داستان لگتی ہے۔
 اس سلسلے میں جب میں نے، مارجان میں وہ کو مولانا سے مندرجہ صدر گوشوارہ کے
 بارے میں استفسار کیا۔ اگر کھانے پینے کی تمام تر تخیل کو درست بھی لیتا کیا جائے۔
 تو بھی ۲۰ ہزار روپے انہیں کو چار گھنٹے کے آشوبہ مشر حالات میں لگنے اور ان کا چرا
 کھنا عقل و اہم کے لئے ناقابلِ قبول ہے؟ مولانا میرت نہ ہو کر پہلے مینٹو طرف دیکھنے

سیاست چینی نام کی ایک جاگیر ہے جہاں کی غیر ذمہ دار حکومت کے ظالمانہ
حکومت سے بیزار ہو کر یہاں کے لوگ بغاوت پر نکلے بیٹھے ہیں وہ چند لوگ چھوٹے
سے سری لنکا کے ساتھ لڑ رہے گذشتہ ہیں اس کا اندازہ خوب لگا سکتے ہیں کہ اس
خطہ میں پر جہاں یہ واقعہ ہے انسانی حقوق پر کس بے شرمی سے ڈاکوئی کی جاتی

اپنی رعایا پر جاگیر دار کو لا انتہا اختیارات حاصل ہیں، چینی کے باشندوں
کی زندگی اور ان کا اثاثہ بکس بکس سے مطلق العنان اختیارات کے انھوں
میں کھلوتا بنا ہوا ہے، تجارت اور پیداوار میں اس کی اجارہ داری ہے وہ غیر فرق دہنی
طور سے بے ہودہ بہانے بنا کر زمین پر قبضہ کر لیتا ہے۔ چونکہ پولیس، جیل اور
قانون کی تمام مشینری اس کے ہاتھ میں ہے اس لئے اس کی ان حرکتوں کو لگام دینے
والا کوئی نہیں ہے۔ ٹیکس جمع کرنے والا، اناج پر کنٹرول کرنے والا، نوچیلاری
اور دیوانی کا بیج بھی یہی ذات گواہی ہے وہی دکاندار بھی ہے جو کنٹرول شدہ اشیاء
فروخت کرتا ہے وہی غریب کھجالی کسانوں کو موٹے شرع سود پر قرض دیتا ہے
اسی کو شیشین بچ اور ڈسٹرکٹ جج کے اختیارات حاصل ہیں اور وہی اپیلیں
سناتا ہے حیرت کا مقام ہے کہ یہ جاگیر دار باوجود ان پڑھ ہے اور قانون کے
اصولوں سے قطعی ناواقف بھی۔

یادداشت میں بیچ نامہ امرتسر کو زیر بحث لاتے ہوئے کیپٹن ہشمن سے
کہا گیا کہ ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ہی کشمیری عوام کے اس مطالبے کو تسلیم
کیا جائے کہ یہ بیچ نامہ آزادی ہند کے ساتھ ہی منسوخ قرار پائے گا اور کشمیر کی
آزاد حیثیت تسلیم کی جائے۔

ہر اس بیچ نامہ کے اخلاقی اور سیاسی نقطہ نظر کے جائز ہونے کے ذوق

کو چیلنج کرتے ہیں اس دستاویز کی نوے کثیر کے عوام کو ۱۸۴۶ء سے غلامی کی
تعمیلوں میں بکرا لیا ہے آج ہندوستان کے باشندوں کا مستقبل زیر بحث
ہے اور برطانوی اعلیٰ مشن مستقبل کے ہندوستان کا دستوراوی بنانے میں
مصروف ہے۔ راجوں اور نوابوں کے شیعہ ماسوں کے حقوق ہی ریاستوں کے عوام
اور ریاستی حکومتوں اور راجوں اور نوابوں کے اختیارات اعلیٰ کے مابین وجہ
تنازعہ بنے ہوئے ہیں کشمیر کے معاملے میں تو اس پر شدت کو تاریخی پس منظر میں
دیکھنا نہایت اہم ہے۔

ہمارے کہنے کا حاصل مقصد یہ ہے کہ جس بیچ نامہ کی نوے کثیر دو گروہ
خانانہ کے ماتحت آیا اس میں وہ اختیارات نہیں ملتے جو ان نام نہاد شیعہ ناپوں
کے حقوق کے نام سے حکوم ریاستوں کے وارث حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔
بحیثیت کلی خود کشمیر کی مثال غلوس دلال پر مبنی ہے کشمیر کے عوام ذرا دینی ہشمن
کی توجہ برطانوی حکومت کے چلے جانے کے بعد اپنے مطالبہ آزادی کی طرف مبذول
کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۸۸۶ء کا بیچ نامہ جسے شیعہ نامہ امرتسر کا غلط نام دیا
گیا ہے اس انجمن کو بالکل صاف کر دیتا ہے۔

کوئی بیچ نامہ کشمیری مسلمانوں کو بنایا جائے لیکن وہ ایسا نہیں ہو سکتا
کہ چالیس لاکھ مرد اور عورتوں کو ایک ایسے مطلق العنان شخص کی غلامی کے سپرد
کر دے جس کے ماتحت وہ ایک منٹ کے لئے بھی رہنا گوارہ نہیں کرتے ہوں۔ ہم
کشمیری عوام اپنی قسمت کو خود تعمیر کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں اور ہم ذرا دینی ہشمن کے
مہر ان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بلند مقصد کی سچائی اور اس کی پابنداری
کو تسلیم کریں۔

یادداشت کے خاتمے پر مطالبہ کیا گیا کہ آزاد ہندوستان کی مجلس دستور سازی

